

## صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز جمعرات مورخہ 16 اپریل 2015ء بمطابق 26 جمادی الثانی 1436 ہجری بعد از دوپہر تین بجے رازتالیس منٹ پر منعقد ہوا۔  
جناب سپیکر، اسد قیصر مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

### تلاوت کلام پاک اور اسکا ترجمہ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔  
إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا وَرَضُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنُّوا بِهَا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آيَاتِنَا غَافِلُونَ O  
أُولَئِكَ مَا وَلَّهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ O إِنَّ الَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ  
بِإِيمَانِهِمْ تَجْرَى مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ O دَعَوْهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ  
وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ وَاخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔  
(ترجمہ): جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی توقع نہیں اور دنیا کی زندگی سے خوش اور اسی پر مطمئن ہو بیٹھے اور  
ہماری نشانیوں سے غافل ہو رہے ہیں۔ ان کا ٹھکانہ ان (اعمال) کے سبب جو وہ کرتے ہیں دوزخ ہے۔ اور جو  
لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان کو پروردگار ان کے ایمان کی وجہ سے (ایسے مخلوق کی) راہ  
دکھائے گا (کہ) ان کے نیچے نعمت کے باغوں میں نہریں بہ رہی ہوں گی۔ (جب وہ) ان میں (ان نعمتوں کو  
دیکھوں گے تو بے ساختہ) کہیں گے سبحان اللہ۔ اور آپس میں ان کی دعا سلام علیکم ہوگی اور ان کا آخری قول  
یہ (ہوگا) کہ خدائے رب العالمین کی حمد (اور اس کا شکر) ہے۔ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ۔

## دعاے مغفرت

جناب سپیکر: جزاکم اللہ۔ دعا کرتے ہیں۔ جعفر شاہ صاحب!

جناب جعفر شاہ: ڊیرہ مہربانی سپیکر صاحب۔ زمونڊ ڊیر محترم لیڈر او زمونڊ د سابقہ وزیر اعلیٰ۔۔۔۔

جناب سپیکر: اعظم ہوتی صاحب کیلئے فاتحہ کریں، تو کون کرے گا، آپ خود کر لیں گے؟

جناب جعفر شاہ: زما دا خواست دے چہ د ہغوی د پارہ دعا او کړئ۔

جناب سپیکر: سعید گل صاحب! آپ فاتحہ پڑھ لیں، دعا کر لیں۔

(اس مرحلہ پر دعاے مغفرت کی گئی)

جناب شاہ حسین خان: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: شاہ حسین خان۔

## رسمی کارروائی

(بلدیاتی انتخابات 2015 انتظامیہ کے زیر نگرانی کرانے کے حوالے سے تحفظات)

جناب شاہ حسین خان: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڊیرہ مہربانی جی۔ سپیکر صاحب، پہ دے 30 منی باندہ حکومت د بلدیاتی الیکشن اعلان کرے دے او اوس نہ پہ ہغہ باندہ خبری شروع دی چہ حکومت د Pre poll rigging ارادہ لری خکہ چہ حکومت دا بلدیاتی الیکشن د ضلعی د انتظامیہ د لاندہ کوی او کلہ چہ د ضلعی د انتظامیہ د لاندہ خبرہ راغلہ نو د صوبی حکومت اثر و رسوخ بہ ہلتہ کبہ زیات وی او کہ دیکبہ بیا چا الیکشن وگتلو او پہ صحیح طریقہ نئے گتلی وی خو بیا بہ ہم د مخالف دا الزام لگی چہ دا دھاندلی شوے دہ او دویمہ خبرہ دا دہ جی چہ کہ دا الیکشن، چونکہ دا اووہ بیلٹ پیپر بہ پہ یوہ ورخ ورکوی نو زما خو یقین نہ راخی چہ پہ دے نیمہ گھنٹہ کبہ یا پہ پینتالیس منٹو کبہ یو ووٹ یو کس Poll کرے او کہ دا حکومت مہربانی او کړی، دا الیکشن پہ دوہ مرحلو کبہ کوی، پہ دوہ ورخو کبہ کوی او بل دا چہ دا د انتظامیہ بجائے د

عدليه د لاندې د اوکړی چې دیکبڼې شفافیت راشی او بیا څوک گوته نه اوچتوی۔

جناب سکندر حیات خان: سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: جی سکندر خان۔

جناب سکندر حیات خان: سپیکر صاحب، شاه حسین خان خبره اوکړه، زه د دوئی یو پارټ سره جی Agree کومه چې د تیرانسپرنسی ایشوز شته او د اوس نه مونږ ته بعضی څیزونو باندې اعتراضات دی چې د هغې د وجې نه مونږه دا گنډو چې دا ټول پراسیس چې دے دا Tainted کیږی لگیا دے۔ یو سپیکر صاحب، دا دغه چې کوم شیډول اناؤنس شوے دے، هغې کبڼې 30<sup>th</sup> May باندې الیکشن او بیا په 7<sup>th</sup> June باندې حتمی نتائج، دا اووه ورځې چې دی، دا ډیر لوئی Doubt create کوی چې ولې اووه ورځې ایښودلې شوې دی؟ په جنرل الیکشن کبڼې یو ورځ گپ وی یا دوه ورځې گپ وی او د دې الیکشن د پاره اووه ورځې گپ چې دے یو خو دا په دغې باندې مونږه دا گنډو چې په دې پراسیس باندې شک سره مونږ ورته گورو لگیا یو۔ دویم جناب سپیکر! چې کله ایډمنسټریشن د دغه حصه وی، ریټرننگ آفیسرز وی نو هغوی باندې به بالکل گوته اوچتولې کیږی ځکه چې ډسټرکټ ایډمنسټریشن چې دے، هغه Directly د پراونشل گورنمنټ د لاندې دے او په هغې حوالې سره دا خبره به راځی چې هغې کبڼې به بعضی پارټو ته، حکومت ته به Edge ملاویری۔ نو دا زمونږه اعتراضات شته، په دې باندې مونږه پریس کانفرنسز هم کړی دی او په دې باندې مونږه الیکشن کمییشن ته لیټر هم لیکلے دے، دغې حد پورې زه د شاه حسین خان د دې خبرې سره Agree کومه چې پکار ده که تاسو واقعی دا گنډی چې تاسو فیئر اینډ فری الیکشن کول غواړئ، تاسو واقعی دا Claim کوئ چې یره تاسو په انصاف باندې دغه کوئ، بیا دا ده چې بیا دا پراسیس چې دے، دا بیا تههیک طریقې سره پکار دے او په هغې کبڼې داسې دغه نه دے پکار چې په هغې کبڼې گوټې اوچتې شی۔ دې وخت سره په حکومت باندې گوته اوچتولې کیږی لگیا ده خو بالکل زمونږه خدشات شته۔

جناب جعفر شاہ: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جعفر شاہ صاحب۔

جناب جعفر شاہ: تھینک یو جناب سپیکر صاحب۔ زہ د خپل دواړه معزز اراکینو خاصکر سکندر خان چې کومه خبره وکړه، د شاه حسین خان د اولنی خبرې سره که مونږ اتفاق کوؤ چې 100% Pre poll rigging chances کمیدل پکار دی او دا زمونږه خدشات دی نو د دې د حکومت ازاله وکړی۔ بنه خبره دا ده چې دا د عدلیه په نگرانی کبني اوشی نو هغه به فیئر اینډ فری هم وی او بیا به خلق څوک په هغې باندې گوتې نه پورته کوی۔ دویمه خبره چې دوی وکړه د ټائمنگ دا، نو دوی د ورله داسې Arrangement او کړی ځکه چې که په دوه ورځو کبني کوی نو د هغې زه مخالفت کومه ځکه چې مونږه غریب صوبه یو او دا پراسیس خو روان دے او زمونږه اخراجات به کیږی، ټوله صوبه به جام کیږی نو زما خیال دے چې حکومت د هغې د پاره داسې پخلې کړے وی او منسټر صاحب به په دې باندې رنډا وچوی چې یره دوی د دې د پاره څه داسې اقدامات کړی دی چې دا مونږه په بنه طریقہ باندې وکړو او اخراجات پرې هم کم راشی او فری اینډ فیئر به هم اوشی کومه چې ستاسو ایجنډا ده، مونږه هم غواړو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: شاه فرمان خان۔

جناب جعفر شاہ: او ټول قوم هم غواړی۔

جناب سپیکر: شاه فرمان خان۔

جناب منور خان ایډوکیٹ: سر!

جناب سپیکر: جی جی، اچھا منور خان۔

جناب منور خان ایډوکیٹ: تھینک یو سر۔ سر! سکندر شیر پاؤ خان نے بھی بات کی ہے اور یہ ریزلٹ کا جو Announcement ہے، وہاں پولنگ سٹیشن پہ جو پولنگ ایجنٹس بیٹھے ہوں گے، ان کے سامنے کاؤنٹنگ ہوگی، تو آئی ایجنٹ کے سامنے جب ایک دفعہ کاؤنٹنگ ہو جائے گی تو پھر اس کے بعد Announcement کا کیا رہ جائے گا۔ میں یہی کہہ رہا ہوں کہ سر! اسی دن کاؤنٹنگ جہاں پہ ہو جائے، اسی وقت اس کو ریزلٹ دیا

جائے تاکہ یہ بات ختم ہو جائے کیونکہ جب ایک دفعہ ریٹرننگ آفیسر اور ریٹرننگ آفیسر بھی آپ لوگوں کی ایڈمنسٹریشن سے ہوگا اور جوڈیشری سے نہیں ہوگا، پھر کون اس پہ Confidence کرے گا کہ یار یہ میرا ریزلٹ چنچ کرے یا نہیں کریں گے؟ دوسری بات یہ ہے اس میں یہ چیز کہ اس میں دو دن یا تین دن کے بعد وہ وقفہ دیا جائے، اس پہ تو میرے خیال میں سر، یہ مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ اگر کوئی یہ کہے کہ اس کے پانچ چھ سات بیلٹ پیپرز ہوں گے تو اس میں لوگ Confuse ہو جائیں گے، اس پر اس میں سے پہلے بھی یہ لوگ آشنا ہیں، انہوں نے یہ کام کیا ہوا ہے، پہلے بھی یہ الیکشن سات آٹھ بیلٹ پیپرز لوگوں کو ملے ہیں اور اس میں ایک چیز یہ ہے کہ بیلٹ پیپر کا کلر بھی ہوگا، وہ فکر گورنمنٹ یہاں کرے کہ لوگ صحیح طریقے سے ووٹ نہیں پول کریں گے۔ میرا مقصد تو یہ ہے کہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: راجہ فیصل صاحب! راجہ فیصل صاحب!

جناب منور خان ایڈووکیٹ: تھینک یوسر۔

راجہ فیصل زمان: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ سر! میں شیر پاؤ صاحب کی بات کو Endorse کرتا ہوں اور میں اپنی پارٹی کی طرف سے یہ کہوں گا کہ الیکشن کو ایک ہی دفعہ ہو جانا چاہیے کیونکہ جتنی Tension سے ہم گزر چکے ہیں، وہ دو دفعہ نہیں گزر سکتے۔ جتنے ایم پی ایز بھی بیٹھے ہیں، انہوں نے اپنے حلقوں میں بڑی محنت کی ہے، لوگوں کو کھڑا کرنا اور ان کی Grouping بنانا، یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے اور پھر ان کو جا کے کہنا کہ ہم نے اس کو Delay کر دیا ہے، اس پہ ہمیں شاباش نہیں ملے گی، پتہ نہیں کیا کچھ اور ملے گا۔ بہر حال اس میں میری یہی ریکویسٹ ہوگی کہ Judicial supervision جو ہے وہ بہت ضروری ہے، کسی کو اس پہ اعتراض نہیں ہے اور جو Announcement کے حوالے سے سر! بات ہے، چاہے آپ اچھی بات بھی کریں گے لیکن اس کو Late announce کریں گے تو اس میں شک پیدا ہو جائے گا اور اس میں میں چاہوں گا کہ گورنمنٹ اگر تھوڑی نظر ثانی کر لے جو Announcement کے حوالے سے ہے، اگر ایک ایم این اے کی سیٹ کا Announcement رات کو ہو سکتا ہے جس کے چار پانچ لاکھ ووٹیں ہیں تو ڈسٹرکٹ ناظم کا یا ناظم کا اعلان اتالیٹ کرنے میں تو کوئی ابہام نہیں ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر: جی شاہ فرمان خان۔

جناب شاہ فرمان (وزیر برائے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): جناب سپیکر! ٹرانسپیرنسی کا ایشو ہے اور جس طرح آئریبل ممبرز نے پوائنٹ آؤٹ کیا کہ کہاں کہاں پر خدشات ہیں، بالکل جہاں پر بھی خدشہ ہو کہ یہاں پر Transparency affect ہوگی، الیکشن فری اینڈ فیئر نہیں ہوگا، ہم Agree کرتے ہیں لیکن ایک پوائنٹ کہ اگر دو دن الیکشنز ہوں گے تو ایم پی ایز صاحبان نے بڑا کام کیا ہے اور ایک Headache ہے اور ایک بڑی تکلیف دہ، میرا نہیں خیال کہ یہ بھی ٹرانسپیرنسی کے اندر آتا ہے۔ سب سے پہلے تو جناب سپیکر! نو کروڑ کے قریب بیلٹ پیپرز چاہئیں، الیکشن کمیشن سے اس سلسلے میں بات ضرور کرنی چاہیے کہ کیا اتنے Secured حالات میں وہ اس طرح کے پرنٹ کروا سکتے ہیں؟ اگر پرائیویٹ پرنٹنگ پریس سے بیلٹ پیپرز پرنٹ ہوں گے تو یہاں پر ٹرانسپیرنسی ختم ہو جائے گی۔ دوسری بات کہ اگر ایک بندہ سات بیلٹ پیپرز، اگر وہ سات بیلٹ پیپرز ڈالے گا تو سات کی بجائے اس کا پتہ نہیں چلتا کہ اس کے ہاتھ میں کتنے بیلٹ پیپرز ہیں، ٹرانسپیرنسی کا یہاں پر مسئلہ آجاتا ہے، تو میں سمجھتا ہوں کہ الیکشن کمیشن سے جناب سپیکر! بات کرنی چاہیے، اگر وہ Opinion ان کا ہے کہ وہ ایک دن میں الیکشن فری اینڈ فیئر اینڈ ٹرانسپیرنٹ کروا سکتے ہیں تو کوئی ایشو نہیں ہے لیکن اگر اس کے اندر ایشو ہے تو ایک ہی پوائنٹ کے گرد ہم سارے گھومتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک تو یہ الیکشن کے اندر ایک پارٹ، پولیٹیکل بالکل Different ہے جو کہ وہ Party based ہے، تحصیل اور ڈسٹرکٹ یا ٹاؤن اور ڈسٹرکٹ کے کونسلرز کا اور وولج کونسل Non Party based ہے۔ تو اگر اس کو ہم اس طرح Separate کریں کہ جو Party based election ہے، وہ دو ووٹ ہوں گے، وہ ٹرانسپیرنٹ طریقے سے ہو جائے، Smoothly ہو جائے اور دوسرے دن ہم چاہے اس کے اندر جتنا بھی آپ گیپ رکھنا چاہیں، وہ وولج کونسل کا Different کرے گا۔ تو ایک ہی ایشو ہے، ہم ان کے ساتھ Agree کرتے ہیں، یہ پوائنٹ آؤٹ کریں، جدھر جدھر یہ چاہتے ہیں لیکن یہ ایشو جناب سپیکر! الیکشن کمیشن کے ساتھ ڈسکس ہونا چاہیے۔ تو کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر وہ کہتے ہیں کہ وہ ایک دن Ensure کروا سکتے ہیں Transparent Election تو ٹھیک ہے لیکن اگر ان کا خیال یہ ہے، اگر وہ پاس نہ کریں تو جناب سپیکر! پھر اس کے اوپر سوچنا چاہیے۔

جناب سپیکر: عنایت خان۔ میں نے اسلئے اس کو تھوڑا اوپن رکھا ہے کہ کیونکہ بہت ہی Sensitive issue ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ ہر صورت میں ٹرانسپیرنٹ، فیڈ بیک فری الیکشن ہو اور جس کے اوپر سب کا اعتماد ہو، تو اس پہ بالکل ایک Consensus ہونی چاہیے۔ جی عنایت خان!

جناب عنایت اللہ {سینیئر وزیر (بلدیات)}: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ شکر یہ جناب سپیکر صاحب۔ یہ جو بلدیاتی الیکشنز 30 مئی کو ہو رہے ہیں اور اس کو صاف و شفاف بنانے کیلئے یہاں اس ایوان کے اندر اور اس کے باہر بے چینی موجود ہے اور مجھے خود بھی اس کا احساس ہے، سب سے پہلے میں معذرت کرتا چلوں کہ الیکشن میں کس کی کیا ذمہ داری ہوتی ہے، بلدیاتی الیکشن کیلئے پاکستان کے کانٹری ٹیوشن کے مطابق اور 18<sup>th</sup> amendment میں Specially یہ Devolved subject ہے اور اس کی لیجسلیشن خیبر پختونخوا اسمبلی کے اندر ہوتی ہے اور وہ صوبائی حکومت کرتی ہے۔ اس ایکٹ کے تحت Delimitation کا اختیار بھی خیبر پختونخوا حکومت کا تھا، ایڈمنسٹریشن کا تھا۔ پھر بعد میں ایک آرڈیننس اور اس کو دوبارہ ایکٹ میں تبدیل کیا گیا، اس کے تحت یہ اختیار الیکشن کمیشن آف پاکستان کو دیا گیا یعنی سپریم کورٹ نے خیبر پختونخوا حکومت کی Delimitations کو درست قرار دیا تو اسلئے جو Steps صوبائی حکومت کے پارٹ پہ لینے تھے، وہ صوبائی حکومت نے لیے۔ الیکشن کرانا جو ہے وہ آئین پاکستان کے مطابق الیکشن کمیشن آف پاکستان کی ذمہ داری ہے اور ہمارے رول 13/14 کے مطابق وہ ان کو لکھنا پڑتا ہے، الیکشن کمیشن آف پاکستان کو لکھنا پڑتا ہے کہ حکومت الیکشن کیلئے تیار ہے اور حکومت نے جو Steps لینے ہیں، وہ ہم نے لیے ہیں اور آپ ہمارے لئے الیکشن کریں۔ یہ خط ہم نے 22 اکتوبر 2014 کو الیکشن کمیشن آف پاکستان کو بھیجا تھا اور ہم نے ان سے ریکویسٹ کی تھی کہ ہم الیکشن کیلئے تیار ہیں اسلئے ہمارے لئے آپ خیبر پختونخوا کے اندر الیکشن کرائیں اور اس وقت سے یہ سلسلہ چلتا رہا اور سپریم کورٹ بھی اس میں Actively involve رہا، سپریم کورٹ نے بھی ڈائریکٹیوز ایشو کئے کہ اب خیبر پختونخوا کے اندر چونکہ مسئلہ نہیں رہا ہے اور خیبر پختونخوا نے تیاری مکمل کر لی ہے اسلئے الیکشن منعقد کرائے جائیں۔ جہاں تک انتظامیہ کے تحت الیکشن کرانے کا مسئلہ ہے، یہ میں نے جس طرح کہا کہ یہ الیکشن کمیشن کا فیصلہ ہوتا ہے کہ وہ انتظامیہ سے کراتا ہے یا جوڈیشری سے کراتا ہے۔ میں اخبارات کے اندر یہ بیانات پڑھ رہا ہوں اور میں نے اس کے Response میں یہ بیان دیا ہے کہ مجھے بھی یہ

بات اچھی لگتی ہے کہ الیکشن جو ہے وہ جوڈیشری کے زیر انتظام کیا جائے اور مجھے اس کی Sensitivity کا احساس اسلئے ہے کہ اگر انتظامیہ کے ماتحت الیکشن ہو گا تو اس الیکشن کے اوپر انگلیاں اٹھائی جائیں گی اور وہ ٹرانسپیرنٹ بھی ہوں لیکن اس کی ٹرانسپیرنسی کو کونسجین کیا جائے گا۔ اس خدشے کے پیش نظر میں بھی اپوزیشن کی اس ڈیمانڈ میں ان کے ساتھ شریک ہوں لیکن مجھے نہیں اندازہ کہ میں کیسے یہ بات، میں ظاہر ہے جس طرح اپوزیشن نے اخبارات کے تھر و ایک اپیل بھیجی ہے، میں نے خود بھی دو تین مرتبہ اخبارات میں، میں نے کل بھی Statement دیا ہے، اس سے پہلے بھی میں نے Statement دیا تھا، میں نے بھی اخبارات کے تھر و پ اپیل کی ہے کہ یہ الیکشنز جوڈیشری کے زیر نگرانی کئے جائیں تاکہ اس الیکشن کی Credibility کو کونسجین نہ کیا جاسکے اور آج چونکہ Formally ایوان کے اندر یہ بات اٹھی ہے تو ظاہر ہے یہ اب بڑا Serious concern بن گیا ہے۔ یہ ہاؤس جو ہے، یہ پورے صوبے کی امانت ہے، یہ پورے صوبے کا جرگہ ہے، یہ پورے صوبے کا نمائندہ ہے، Representative ایوان ہے، اگر اس کے اندر ایک بات اٹھتی ہے اور اس پر ساری پولیٹیکل پارٹیز کے نمائندے اٹھ کے اس کی تائید کرتے ہیں، اپوزیشن اور ٹریڈری، خیر تو اس کی اہمیت مزید بھی بڑھا جاتی ہے۔ میرے لئے الیکشن کمیشن کو اس سے پہلے لکھنا اس کیلئے بھی Cause of action نہیں تھا، ظاہر ہے اب یہ ایک دلیل بن گئی ہے لیکن میری تجویز یہ رہے گی کہ یہاں ایوان سے ایک جو انٹ ریزولوشن چلی جائے، میری یہ تجویز رہے گی کہ اس ایوان سے الیکشن کمیشن آف پاکستان کے نام ایک جو انٹ ریزولوشن چلی جائے اور مجھے امید ہے کہ اس ایوان کی متفقہ ریزولوشن کو وہ پھر Reject نہیں کر سکیں گے اور اس کو آزر کریں گے اور ان کو آزر بھی کرنا چاہیے۔ جہاں تک ایک دن الیکشنز کرانے کا تعلق ہے، میں اس پہ اپنی ذاتی رائے کا تو اظہار نہیں کرنا چاہتا لیکن بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ اس پہ بھی اس ایوان کے اندر ان سے رائے لی جائے گی، کیا اس پہ بھی ایک Consensus موجود ہے جو شاہ فرمان خان نے مسئلہ اٹھایا ہے، ایک دو جگہوں مطلب و بلج کو نسل اور نیبر ہوڈ کو نسلز کے الیکشن الگ دن کرنے کا اور تحصیل کو نسل اور ضلع کو نسل کے الگ دن کرنے کا، یعنی ایوان کی رائے اس پہ بھی لی جائے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر الیکشن کمیشن آف پاکستان یہ چاہتا ہے تو وہ تو بڑا آسانی سے یہ کام کر سکتا ہے، اس کیلئے جو جوڈیشری کا مسئلہ ہے، اس میں تو میرے علم کی حد تک جوڈیشری جو ہے Reluctant ہے، الیکشن



میں حصہ دار بننے میں جوڈیشری Reluctant ہے لیکن اس بات میں تو الیکشن کمیشن کی اپنی مرضی ہے، وہ ان کا انتظامی مسئلہ ہے، اگر وہ نہیں کر سکتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ خودیہ فیصلہ کریں، الیکشن کمیشن آف پاکستان خودیہ فیصلہ کرے کہ وہ ایک دن کرنا چاہتا ہے یا کسی اگلے دن پہ اور کسی اگلی تاریخ پہ الیکشن کرنا چاہتا ہے۔ میری ذاتی رائے میں، میں ایوان کے راستے میں رکاوٹ نہیں بنوں گا لیکن میری ذاتی رائے جو ہے وہ ایک دن کی ہے لیکن اگر پورے ایوان کے اندر Consensus بنتا ہے تو میں اس Consensus کے راستے میں رکاوٹ نہیں بنوں گا اور میں اس کو Facilitate کروں گا، اس پہ ڈبیٹ کی جائے، اس پہ اپنی رائے، لوگوں کو اپنی رائے دے دیں اور میں اس کے راستے میں پھر رکاوٹ نہیں بنوں گا لیکن جو جوڈیشری کا مسئلہ ہے، اس میں بالکل میں اس کے حق میں ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ اگر یہاں سے کوئی جوائنٹ ریزولوشن چلی جائے تو یہ مناسب رہے گا۔

جناب سپیکر: جی۔ میرے خیال میں جو شاہ فرمان صاحب کا نکتہ ہے، اس پہ تھوڑا آپس میں آپ لوگ ڈسکس کر لیں، Proper ایک انڈرسٹینڈنگ، ایک ایشو پہ تو انڈرسٹینڈنگ آگئی ہے جوڈیشری کے اوپر، اس پہ بات کرتے ہیں۔ دوسرے پہ آپ ان کے ساتھ مل کر کوئی میٹنگ کر کے ان کے ساتھ اپنی بات شیئر کریں۔

جناب شاہ حسین خان: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی، شاہ حسین خان۔

جناب شاہ حسین خان: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ خبرہ دغہ ستاسو والا دہ جی چہ دا قرارداد ونہ کہ فرض کپہ دا حکومت، سپیکر صاحب!۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب شاہ حسین خان: کہ فرض کپہ د حکومت او د اپوزیشن پہ ہغہ بانڈی مشاورت اوشی نو ہغہ قرارداد بیا خیر دے بیا بہ ئے جدا پیش کپہ۔

جناب سپیکر: جی جی، تھیک دہ۔

جناب شاہ حسین خان: او فی الحال بہ دا قرارداد پیش کپہ، دا د عدلیہ د نگرانی د لاندی، پہ دہ بانڈی خودیہ Agree دی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی جی۔

جناب شاہ حسین خان: نو دا بہ پیش کرو او پہ دہی بل باندہی چہی کہ دوئی رضا شو یو بل سرہ، تھہیک دہ گنہی بیبا بہ نئے پریردئی۔

جناب سپیکر: جی شاہ فرمان خان۔

جناب شاہ فرمان (وزیر برائے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): جناب سپیکر! یہ ایک ہی ایشو ہے، الیکشن کے حوالے سے ایشو ہے، ٹرانسپرنسی کے حوالے سے ایشو ہے اور Different viewpoints ہیں، تو میں سمجھتا ہوں کہ چاہے جوڈیشری کے اندر ہو چاہے دو دن ہوں چاہے ایک دن ہو، سب کا یہ خیال ہے کہ الیکشنز ٹرانسپرنٹ ہونے چاہئیں، تو اس کے اندر سارے پوائنٹ کلیئر کر کے ریزولوشن لانی چاہیئے کیونکہ ایک ہی ایشو کے اوپر دو ریزولوشن لانا، ایک ایشو کے اوپر دو ریزولوشن لانا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ فرمان خان! اس میں میں تھوڑا آپ کو وہ کروں گا، آپ اس طرح کریں کہ بریک میں آپ مل لیں، ہمارا کل بھی اجلاس ہے، بے شک آپ اس کو کل میں، مطلب۔۔۔۔۔

وزیر برائے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! میری یہ درخواست ہوگی کہ یہ پوری ریزولوشن، آج ہم بات کرتے ہیں، کل اگر اجلاس ہے تو کل کے اجلاس میں ہم پوری ریزولوشن لے آتے ہیں، ایک ہی دن ہے کیونکہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: وہ الگ کر لیں گے۔

وزیر برائے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! میں یہ درخواست کروں گا کہ اگر اس میں ہم کل تک، کل تک۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، کل دیکھیں مجھے اور بھی ایشوز ہیں، میں آپ کے ساتھ ڈسکس کر لوں گا پھر اور یہ چونکہ۔۔۔۔۔

وزیر برائے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: اگر کل، اگر جناب سپیکر!

جناب سپیکر: وہ اس طرح ہے، دیکھو اس کیلئے آپ الگ وہ کر لیں۔

وزیر برائے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: نہیں، صرف اسی میں نے جناب سپیکر! ایک عرض کی، وہ یہ کہ ہم اس سے الیکشن کمیشن کی بھی رائے لے لیں۔

جناب سپیکر: وہ کر لیں گے شاہ فرمان صاحب۔

وزیر برائے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: وہ اگر ہم کل کر لیں تو کل ریزولوشن پاس کرا سکتے ہیں۔  
 جناب سپیکر: آپ کل کر لیں جی، دیکھیں اس کو کل ہم باقاعدہ لے لیں گے، اس کے ساتھ ڈسکس کریں تاکہ  
 ایک پروسیجر کے مطابق ہو جائے جی۔  
 جناب شاہ حسین خان: جناب سپیکر!  
 جناب سپیکر: جی، شاہ حسین خان۔ جی۔ جی۔

### قاعدہ کا معطل کیا جانا

جناب شاہ حسین خان: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ سپیکر صاحب! د دے رول 240 د  
 لاندی د 124 د Suspend کولو اجازت را کړئ، پلیز۔

Mr. Speaker: Is it the desire of the House that rule 124 may be relaxed under rule 240 to allow the honorable Members, to move their resolution? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The honourable Members, to move their resolution.

### قرارداد

جناب شاہ حسین خان: مہربانی۔ سپیکر صاحب! پہ دے باندی زما دستخط دے جی،  
 د ضیاء اللہ بنگش صاحب دستخط دے، د قربان علی خان دے، د سید جعفر شاہ  
 دے، د سکندر شیرپاؤ خان دے او د سعید گل صاحب دے۔  
 جناب سپیکر: جی۔

جناب شاہ حسین خان: او د راجہ فیصل زمان صاحب دے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وہ الیکشن  
 کمیشن آف پاکستان سے اس امر کی سفارش کرے کہ 30 مئی 2015 کے بلدیاتی الیکشن کو انتظامیہ کے بجائے  
 عدلیہ کی زیر نگرانی کرایا جائے تاکہ مذکورہ بلدیاتی الیکشن صاف و شفاف ہو۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the resolution, moved by the honourable Member, may be adopted? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The resolution is adopted unanimously.

کل جو شاہ فرمان صاحب نے بات کی ہے، میری آپ لوگوں سے ریکویسٹ ہوگی، کل اگر دو بجے آپ کے پاس ٹائم ہو تو ہم چیئرمین میں بیٹھ جائیں گے اور اس ایشو کو ہم ڈسکس کر لیں کہ کیسے اس کو کر لیں گے۔  
شاہ فرمان صاحب۔۔۔۔۔

جناب محمد عصمت اللہ: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی ایک منٹ شاہ فرمان صاحب، مولانا عصمت اللہ صاحب!

جناب محمد عصمت اللہ: اس سلسلے میں اس طرح ہے کہ یہ ہمارا جو کے پی کے کا رقبہ ہے، اس میں کچھ شہری علاقے ہیں اور کچھ پہاڑی علاقے ہیں، پہاڑی علاقوں کیلئے تو یہ دو دن کا مسئلہ بالکل موزوں نہیں ہوگا اسلئے کہ وہ گھر سے نکل کر پولنگ سٹیشن پہ نہیں پہنچ سکتے ہیں، وہ پہلے دن آتے ہیں، وہاں ووٹ پول کر کے بعض لوگ وہاں پھر واپس گھر پہنچ سکتے ہیں یا نہیں پہنچ سکتے، تو دو دن ان کو کسی جگہ پر ٹھہرانا، ان کو روکے رکھنا یہ بہت بڑا مسئلہ ہے جی، لہذا ایک ہی دن سارا مسئلہ ختم ہونا چاہیئے۔

جناب سپیکر: جی شاہ فرمان خان!

وزیر برائے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! یہ جواز بتانا کہ دو دن نہیں، آپ دس دن گپ رکھیں یا یہ کہنا کہ جی بڑا سخت الیکشن ہے اور ایک دن میں ہماری جان چھوٹے، ایک دن یہ کوئی Valid نہیں ہے، ایک طرف تو ٹرانسپرنسی کی بات ہوتی ہے تو دوسری طرف اسی ٹرانسپرنسی کے پوائنٹ کو یہ Reject کر جاتے ہیں اور Ideally تو جناب سپیکر! سپیکر نیوٹرل ہوتا ہے، وہ گورنمنٹ کا Normally ہوتا ہے لیکن وہ نیوٹرل ہوتا ہے اور ہمیں یہ محسوس ہو رہا ہے کہ سپیکر کو ہم نے اپوزیشن سے Elect کر لیا کیونکہ نہ ہمارے ایشوز کے اوپر ڈی بیٹ ہوتی ہے، ایک کنڈیشن رکھی گئی کہ الیکشن کمیشن کی رائے کو فائنل سمجھا جائے، اگر وہ کہتے ہیں کہ وہ ٹرانسپرنٹ کر سکتے ہیں تو ان کی ذمہ داری ہوگی، پھر ہم چاہتے ہیں کہ وہ یہ ذمہ داری لے لیں۔ اب جناب سپیکر، وہ اگر یہ بتادیں، دو چیزیں، ایک یہ کہ وہ Manage کر سکتے ہیں، دوسری وہ یہ

Ensure کرائیں گے کہ ایسی جگہ پر نو کروڈ بیلٹ پیپرز چھپیں گے کہ کسی Candidate کے پاس وہ بیلٹ پیپر نہیں ہوگا۔ آپ اس کے اوپر دس دفعہ ادھر لوگوں کو بٹھائیں، اگر اپوزیشن ممبر ان یا گورنمنٹ کے Agree بھی ہو جائیں لیکن جن کی ذمہ داری ہے، ان کو آپ ذمہ دار نہیں ٹھہرائیں گے تو پھر بھی حل نہیں ہے۔ میں یہی سمجھتا ہوں، یہ دو Commitments اگر الیکشن کمیشن دے تو بسم اللہ ایک دن کریں، اگر ایسا نہیں ہے تو میرا خیال ہے کہ کوئی یہ نہیں کہے گا جناب سپیکر! کہ یہ الیکشن کمیشن کے اندر کمی تھی، لوگ یہ کہیں گے کہ پی ٹی آئی کے نظام میں فرق تھا، ان کے سسٹم میں فرق تھا، یہ ایک پارٹی، ایک حکومت کی Failure declare ہوگی۔ میں پھر بھی کہتا ہوں کہ Party based election ہے، وہ پہلے ہو، بے شک دس دن کے بعد، پندرہ دن کے بعد ہو لیکن وہی بات ہے کہ یہ Ensure ہو جائے اور اس طرح اچھی بات ہے، اچھی روایت ہے جناب سپیکر! لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ اپوزیشن جو چیز لائے، وہ فٹافٹ بغیر Consideration کے اس طرح منظور ہو۔ میں جناب سپیکر! اپنا Reservation پیش کرتا ہوں اور واک آؤٹ میں نہیں کرتا ہوں لیکن I found the Speaker biased۔

جناب سپیکر: میں عرض کرتا ہوں کہ مجھے کسی کی سرٹیفیکیٹ کی ضرورت نہیں ہے اور مجھے پتہ ہے کہ میں پی ٹی آئی میں کیا ہوں اور میری کیا حیثیت ہے، سب کو عیاں ہے، مطلب مجھے کسی کی، لیکن جو میں سمجھتا ہوں، (تالیاں) وہ سب کے ساتھ مشاورت سے میں نے کیا ہے اور یہ میں اس فلور پہ بھی کہتا ہوں کہ میں پی ٹی آئی کا سینئر ترین آدمی ہوں اور اس طرح کوئی بات نہیں ہے اور میں سب کیلئے یکساں دیکھتا ہوں اور سب کے ساتھ میں نے مشاورت کی ہے Including شاہ فرمان صاحب اور عنایت صاحب، سب کے ساتھ میں نے مشاورت کی ہے۔ ایک منٹ اپنے روٹین ایجنڈے کے اوپر جاتے ہیں۔ مفتی سید جانان، اس کے بعد آپ کو چانس دیتے ہیں۔

نشانزدہ سوالات اور ان کے جوابات

Mr. Speaker: 'Questions' Hour: 2177, Mufti Syed Janan. Not present. 2236, Janab Zareen Gul Sahib.

\* 2236 \_ جناب زرین گل: کیا وزیر بلدیات ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ 1997 میں حیات آباد فیز 8 کیلئے پی ڈی اے نے موضع اچینی بالا میں تین ہزار 200 کنال اراضی خریدی تھی؟

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو مالکان اراضی کو پی ڈی اے نے معاوضہ کی ادائیگی کر دی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بتائی جائیں؟

جناب عنایت اللہ {سینیئر وزیر (بلدیات)}: (الف) جی ہاں، 05-08-1996 کو پی ڈی اے پشاور نے مذکورہ اراضی ایوارڈ کی تھی۔

(ب) مالکان اراضی کو پی ڈی اے نے معاوضہ کی ادائیگی نہیں کی ہے کیونکہ لینڈ ایکوزیشن ایکٹ کی رو سے مذکورہ اراضی جو کہ اس وقت شلوبر (آفریدی) قبیلے کے غیر قانونی قبضہ میں ہے، کا قبضہ پی ڈی اے حکام کے حوالے کرنا ضروری ہے تاہم مذکورہ اراضی کا انتقال ریونیوریکارڈ میں پی ڈی اے کے نام پر ہے۔

جناب زرین گل: ڈیرہ مننہ محترم سپیکر صاحب۔ سوال نمبر 2246۔ محترم سپیکر صاحب، دادی ما تپوس کرے وو چھی موضع اچینی بالا تین ہزار 200 کنال زمکہ اخستہ شوہی دہ دپی ڈی اے فیز 8 پارہ، دوئی وئیلی دی چھی او 05-08-1996 کبھی ایوارڈ تے ہم شوہے دے۔ بیا ما دا تپوس کرے وو چھی آیا چھی ددی مالکان چھی دی داراضی، ہغوی تہ پی ڈی اے د معاوضی ادائیگی کرہی دہ؟ نو دوئی وائی چھی ادائیگی نہ دہ کرہی، د ہغی وجہ دا بنائی چھی شلوبر آفریدی قبیلہ غیر قانونی قبضہ کرہی دہ او چونکہ دا قبضہ پی ڈی اے حکام تہ حوالہ کول دا ضروری دی، تاہم مذکورہ اراضی کا انتقال ریونیوریکارڈ میں پی ڈی اے کے نام پر ہے۔ زہ اوس جی ددی خبری تہ حیران یم، دا خوبالکل ددی دغہ کبھی پی ڈی اے لگیا دے اقبال جرم کوی۔ دن نہ نورلس کالہ مخکبھی دا زمکہ چھی دہ، دا مالکانانو نہ اخستہ شوہی دہ، نورلس کالہ تیر شو، نورلس کالہ پس چھی کوم دے چھی زہ تپوس کوم نو وائی چھی او دا چھی کوم دے ددی ایوارڈ شوہے دے او مونبرہ پیسہ نہ دی ور کرہی۔ بنہ یو طرف تہ جی وائی لگیا دی، دوئی Two-way road جو روی او عجیبہ خبرہ دا دہ چھی بیا دا خلق تلی دی پہ سول کورٹ کبھی، سید مقبول شاہ وغیرہ بنام پی ڈی اے، د سول جج پشاور پہ عدالت کبھی تے کیس دائر کرے وو، ہغوی د

مالکانانو پھ حق کبني فيصله کړې وه، اوسه پورې چې کوم دے د هغې ادائينگي نه کيږي۔ فيز 8 چې کوم دے هغې کبني لگيا دي او دغه زمکه چې Acquire شوې ده، هغه زمکه چې يره په دغې کبني فيز 8 جوړيږي، په دغې کبني سرک جوړيږي او مالکانانو ته پيسې نه ورکوي، دوئ وائي او بيا گورئ دې خبرې ته او گورئ جي، وائي چې "ايکټ کي روسے مذکورہ اراضی جو که اس وقت شلو بر آفریدی قبيلے کے غير قانونی قبضے میں ہے" او گوره جي، پی ډی اے ته او گوره، د حکومت يو ذيلي اداره ده او وائي چې دا پرې غير قانونی قبضه شوې ده، آيا جي زه ستاسو په وساطت د دوئ نه تپوس کوم چې دا غير قانونی قبضه چې کوم دے دا واگزار کول، دا د چا ذمه داری ده؟ دې له به لښکر راځي که دا حکومت به ئے دغه کوي؟ بل جي زه تاسو نه يو بل تپوس کوم۔ معاوضه دوئ نه ورکوي، زمکه مالکانانو ته دوئ نه واپس کوي او غير قانونی قبضه دوئ نه واگزار کوي نو دا خوداسې چل دے چې دا پی ډی اے خو نه اگی اچوی نه بانگ وائي، (تھقه) دا اخر څه چل کوي؟

جناب سپیکر: عنایت خان!

جناب عنایت اللہ {سینیئر وزیر (بلديات)}: جناب سپیکر صاحب! زرین گل خان بالکل تهییک وائي، (تھقه) پی ډی اے اصل کبني ايډمنسټريټيو ډيپارټمنټ نه دے، لکه ديکبني پوليتيکل ايجنټ سره ما Personally خبره کړې ده، دا دوئ مخکبني هم يو کال اټينشن نوټس راوړے وو او کمشنر پيښور ته مو وئيلي دي او زموږ چې هغه داے ډی پی ميټنگ وي نوزه پکبني دے چرته کبني نوم، زموږ د اے ډی پی داسې ميټنگ نه وي چې په هغې کبني مونيډر کمشنر او پوليتيکل ايجنټ په دې سکيم باندې راکارو نو هغه ته او وایو چې د دې فيز قبضه به مونيډر ته کله راکوئ؟ هغوی لگيا دي کار پکبني کوي او زمکه لا اوس پکبني Improvement شوے دے کنه، هغوی د هغوی نه قبضه اخلي خود پی ډی اے مؤقف دا دے چې مونيډر ته قبضه نه وي ملاؤ شوی او زمکه مونيډر ته نه وي دغه شوې، ريونيو ډيپارټمنټ مونيډر ته زمکه حواله کړې ځکه دا خو ريونيو ډيپارټمنټ مونيډر ته زمکه حواله کوي او قبضه ئے مونيډر ته نه وي راکړي نو مونيډر پيسې د څه شی ورکړو؟ حکومت کبني پی ډی اے خان له Entity ده او ريونيو

ڊيپارٽمنٽ خان له Entity ده، نو ڪله زمڪه سرڪار اخلي نو هغه ريوڻيو ڊيپارٽمنٽ ايڪوزيشن ڪوي نو چي ڪله قبضه حواله شي نو د هغې په نتيجه ڪبني لکه حکومت بيا Payment ڪوي، هغه Entity payment ڪوي خو پي ڊي اے په ديڪبني لڙ شان دغه دے چي يره مونڙ Payment نشو ڪولے، خوبهر حال د هغه ڪال اٿينشن نوٽس نه وروستو لکه مسلسل په دې باندي مونڙ لگيا يو، زمونڙ چي هر ڄاڻي اے ڊي پي ريوڻيو ميٽنگ ڪيري نو دا ايشو پڪبني Raise ڪيري او په دې باندي حکومت لکه زه دا ايشورنس و رکوم چي ڊير سيريس دے ڇڪه دغلته زمونڙ Two-way road هم جوڙيري او هغه روڊ نيم چي دے لکه هغې ڪبني ڪار روان دے او د دې زمڪي قبضه اخستل لکه زمونڙ د پارہ ڊيره زياته ضروري ده گني ما ته پته ده، د دوي پڪبني Stakes دي، د زرین گل خان پڪبني هم Stakes دي او د نورو، خو لکه داسي ده چي حکومت ته ڪوم ڄاڻي ڪبني Stakes دي او د حکومت د پارہ دا قبضه اخستل ڊير ضروري دي۔ زه ورته ايشورنس و رکومه ان شاء الله چي د دې دا قبضه به مونڙه اخلو Through Political Agents plus Commissioner Peshawar.

جناب سپيڪر: جي زرین گل صاحب! بس هغوی ايشورنس۔۔۔۔۔

جناب منور خان ايڏو ڪيٽ: سر!

جناب سپيڪر: منور خان صاحب۔

جناب منور خان ايڏو ڪيٽ: اس میں سر! میں یہ ریکورڈ ڪردوں ڪه یہ مسئلہ۔۔۔۔۔

جناب سپيڪر: موڙر پريڊي چي موڙر ڇه وائي؟

جناب منور خان ايڏو ڪيٽ: نهين سر، میں موڙر ڪي بات نهين ڪر رہا، میں سر! جو پچھلا سيشن ٿيا، وهاں په بهي

يہ Question raise هو ٿيا اور اسي طرح دوسرا اس وقت ڪا جو منسٽر ٿيا، وه بهي بهي Statements دے

رہا ٿيا ڪه ہم ڪريں گے، ہم لگے هونے هين، ہم لگے هونے هين، ميرے خيال میں سپيڪر صاحب! آپ اسي فلور

په ان ڪو ڪوئي ٿايم دے ديں ڪه اسي ٿايم سے اس ڪو آپ Possession میں لیں ورنه یہ تو ميرے خيال میں

پچھلے پانچ سال بهي اسي طرح چلتے رهين اور اگلے پانچ سال بهي اسي طرح چلتے رهين گے۔ تھينڪ يو سر۔

جناب سپيڪر: زرین گل صاحب!



جناب زرین گل: محترم سپیکر صاحب! وزیر صاحب خود غه او کړل خو ما ته چې کوم دے ما ته د یقین د هانی راکړی چې اخر دا زمکه واپس کوی که پیسې راکوی؟ (تہتمہ)

سینیئر وزیر (بلدیات): سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: جی عنایت خان۔

سینیئر وزیر (بلدیات): څنگه چې مونږ د زمکې قبضه اخلو په دہ باندې نه اخلو، لکه دہ دا خبره کړې دہ چې نه ئے په دہ اخلو او نه ئے په مالکانو باندې اخلو، د زمکې قبضه مونږ په حکومت باندې اخلو Through Political Agent Khyber Agency and Commissioner Peshawar، د هغوی په تهر و باندې قبضه اخلو۔ هغوی ته مونږه وئیلی دی چې قبضه دغه شی نو د هغې نه وروستو به دوی ته Payment هم کیری۔

جناب زرین گل: محترم سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: Next زما خیال دے۔۔۔۔

جناب زرین گل: نه کنه جی لږه توجه، زه لا مطمئن نه یمه جی۔ زه جی دا تپوس کوم اخر دا خو Settled area دہ ولې چې ریونیو ریکارڈ پکښې وی نو دیکښې د پولیټیکل انتظامیې څه عمل دخل دے؟

جناب سپیکر: عنایت خان خود تاسو ته او وئیل چې مونږه Already حکومت ته، او پکار دہ چې ته پکښې لږ خپله انټرسټ واخلی او چې څه څه پکښې ضروری اقدامات وی چې هغه پکښې او کړئ تاسو۔

سینیئر وزیر (بلدیات): جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی عنایت خان۔

سینیئر وزیر (بلدیات): دیکښې فیز 8، دیکښې د فیز 8 خبره هم دہ او دیکښې د دې Two-way road خبره هم دہ د حیات آباد، هغه روډ باندې کار شروع دے نو د دې وچې نه دلته ما دا اوئیل چې حکومت چې دے نو په دیکښې سنجیده ځکه دے

چھی لکھ د دہی نہ بغیر زمونبرہ سکیم چھی دے نو فیل کیبری بیا، زمونبرہ پورہ سکیم فیل کیبری یعنی دوئی تہ خوبہ دا خبرہ اوشی چھی کوم مالکان دی، کہ فرض کرہ دے وائی چھی هغوی تہ د خپلہ زمکہ او دغه خپلہ، زہ بہ درتہ اوس Announcement او کرمہ چھی او دا د De-notify شی، دوئی تہ بہ د دہی خہ فائدہ اوشی؟ د دوئی پہ قبضہ کبھی بہ ہم نہ وی، زہ بہ اوس د دہی اسمبلی پہ فلور باندھی او وایم چھی دا زمکہ د De-notify شی خکہ چھی مونبرہ تہ پہ لاس باندھی نہ راخی خود دہی دوئی تہ ہم خہ فائدہ نشتہ او حکومت تہ ئے ہم نشتہ، کہ دے دا وائی نو زہ بہ دا Announcement او کرم چھی De-notify د شی۔ زہ درتہ دا وایم چھی مونبرہ Seriously پہ دیکبھی لگیا یو، نورشتیا خبرہ دہ، دا خبرہ اول دہ اوچتہ کرہی وہ پہ دہی ایوان کبھی، ما تہ بالکل یاد دہ، د هغی نہ وروستو مسلسل لکھ مونبرہ کمشنر او پولیٹیکل ایجنٹ مسلسل هغه پہ دہی باندھی لگولی دی چھی یرہ دا پہ خہ طریقہ باندھی دا قبضہ مونبرہ تہ واخلی۔

Mr. Speaker: 2234, next, Syed Sardar Hussain, Not present. 2249, Shah Hussain Khan.

\* 2249 \_ جناب شاہ حسین خان: کیا وزیر بلدیات ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) پشاور شہر کی صفائی کیلئے نئی واٹر سپلائی اینڈ سینی ٹیشن کمپنی قائم کی گئی ہے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو:

(i) مذکورہ کمپنی کے خدوخال کیا ہیں، کارپوریشن ملازمین، اثاثہ جات، گاڑیاں، ٹریکٹر زوٹریاں اور دوسری ضروری اشیاء کن کن شرائط پر کمپنی کے حوالے کی گئی ہیں، نیز کارپوریشن کی گاڑیاں، اثاثہ جات ٹریکٹر، ٹریاں اور دوسری جو جو ضروری اشیاء کمپنی کے حوالے کی گئیں، ان کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؛

(ii) کارپوریشن کے کل کتنے ملازمین کی خدمات کمپنی کے حوالے کی گئی ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ ملازمت کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؛

(iii) مذکورہ کمپنی کو حکومت کس طریقہ کار کے تحت رقم ادا کرتی ہے، تاحال کل کتنی رقم دی گئی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب عنایت اللہ {سینیئر وزیر (بلدیات)}: (الف) جی ہاں، یہ درست ہے۔

(ب) (i) واٹر اینڈ سینی ٹیشن سروسز کمپنی پشاور بذریعہ محکمہ بلدیات حکومت خیبر پختونخوا ٹریفیکیشن نمبر PO(LG)General/2014 بتاریخ 13-06-2014 کو قائم کی گئی۔ (نو ٹریفیکیشن کی فوٹوکاپی ملاحظہ کی گئی)۔ اس ضمن میں وضاحت کی جاتی ہے کہ مذکورہ ادارہ ایک خود مختار ادارہ ہے جو اپنے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے تحت کام کرتا ہے۔ کمپنی سیکورٹی اور ایکنجنگ کمیشن آف پاکستان کے ساتھ رجسٹرڈ ہے۔ مذکورہ اثاثہ جات، گاڑیاں، ٹریکٹرز، ٹرالیاں وغیرہ واٹر اینڈ سینی ٹیشن سروسز کمپنی کو بذریعہ معاہدہ جس میں پی ڈی اے، ایم سی اور یوٹی سی شامل ہیں، سروسز اینڈ ایسڈ مینجمنٹ ٹاؤن کے تحت حوالہ کی گئی ہیں۔ (تفصیلات ایوان کو فراہم کی گئیں)۔

(ii) اس ضمن میں وضاحت کی جاتی ہے کہ ISAMA agreement کے تحت کمپنی کے حوالے کئے گئے ملازمین کی تفصیل کچھ یوں ہے:

نمبر شمار	محکمہ	سکیل	تعداد اسمیاں
01	میونسپل کارپوریشن پشاور	1 سے 17 تک	2019
02	یونیورسٹی ٹاؤن کمیٹی	1 سے 17 تک	117
03	پشاور ڈیولپمنٹ اتھارٹی	1 سے 17 تک	599

(iii) مذکورہ کمپنی کو حکومت کی منظوری کے تحت درج ذیل ذرائع سے سالانہ بنیادوں پر مالی وسائل مہیا کئے جائیں گے:

نمبر شمار	ادائیگی کی تفصیل	ذرائع	رقم
01	سالانہ ادائیگی بزمہ	میونسپل کارپوریشن	300 ملین
02	سالانہ ادائیگی بزمہ	یونیورسٹی ٹاؤن کمیٹی	27.235 ملین
03	سالانہ ادائیگی بزمہ	پشاور ڈیولپمنٹ اتھارٹی	196 ملین
04	---	صوبائی حکومت	1078 ملین

اس کے علاوہ کمپنی کو چلانے، نئے دفاتر بنانے اور آپریشنل اخراجات کی مد میں حکومت نے تین سال کیلئے 1137 ملین روپے مختص کئے ہیں۔

جناب شاہ حسین خان: سپیکر صاحب! پہ دیکھنی جو ضمنی سوالات ڊیر زیات دی، عنایت صاحب کہ دا سوال کمیٹی تہ حوالہ کری ڇکے ڇی دیکھنی بہ زہ دا سوال کومہ ڇی دا ہغہ کمپنی دہ ڇی کومہ دا تہالیانی او دا گاڊی او تہریکتری ئے ورکری دی، دا پہ کومو شرائطو ئے ورکری دی؟ کہ زہ بیا دا ضمنی سوال او کرم دیکھنی ڇی دہی لاگت تفصیل ڇہ دے؟ کہ زہ بیا دا او وایمہ ڇی دہی کارکردگی نشتہ، ڇی دا دومرہ خرچہ پری او شوہ نو دا کارکردگی نشتہ۔ زما منسٹر صاحب نہ درخواست دے ڇی کہ دوئی دا سوال کمیٹی تہ حوالہ کری نو دہی سرہ زما شا تہ کوم سوالونہ دی ٲول، ہغہ بہ ورسرہ ہم حل شی او دا مسئلہ بہ ڇائی تہ اورسی۔

جناب سپیکر: عنایت خان!

سینیئر وزیر (بلدیات): جناب سپیکر صاحب! ڇہ انفارمیشن داسی دی ڇی ہغہ دا سوال ما کتلے وو نو ما فریش لکہ دہ پیار تمننت نہ راغبنتلی دی خو ما سرہ خو دا پورہ غت فائل تری جور شوے دے نو پہ دیکھنی دغہ انفارمیشن ہم موجود دی۔ یو ہغہ ISAMA agreement پکھنی مونرہ اٲیچ کرے دے ڇی کوم د کمپنی او د میونسپل کارپوریشن او د پی دی اے او د یونیورسٹی ٲاؤن کمیٹی پہ مینڇ کھنی کوم Agreement شوے دے، ہسی دہی پرویزن پہ ایکٲ کھنی موجود دے، پہ لوکل گورنمنٲ ایکٲ کھنی دہی پرویزن موجود دے ڇی لکہ میونسپل کارپوریشن یا لوکل گورنمنٲ یو Entity ڇیل خدمات ڇی دی نو دا Outsource کولہی شی، کنٲرکٲ آؤٲ کولے شی، دہی دہی پارہ یو کارپوریشن یو کمپنی جورولہی شی او دا کمپنی ڇی دہ نو دا لکہ دا تاثر غلط دے ڇی دا کمپنی ڇرتہ پرائیویٲ کمپنی دہ، دا کمپنی د گورنمنٲ Own کمپنی دہ او دا Assets د گورنمنٲ Assets دی۔ خالص پہ کارپوریت سٲائل بانڈی د نظام د چلولو د پارہ کمپنی تہ دا صفائی او دغہ حوالہ شوہ دہ، دہی بارہ کھنی Different opinion کیدے شی خو زما خیال داسی دے ڇی کہ Surveys اوشی یا دغہ پہ دہی بانڈی اوشی، یو General perception دا دے ڇی د کمپنی د راتلو سرہ لکہ بہتری راغلی دہ۔ گورہ دا مکینیکل سویپرز ڇی وو دا غائب وو، دا د کمپنی نہ، د کمپنی نہ مکھنی پہ دہی روڊ بانڈی ڇا مکینیکل سویپرز ڇرتہ لیڈلی نہ وو، د

کمپنی د راتلونو نه وروستو مکینیکل سویپرز د شپې لگیا دی او واشنگ کوی د روډونو، د کمپنی د راتلونو نه وروستو د شپې خلق لگیا دی او صفائی کوی یعنی بالکل هغه د انټرنیشنل سټینډرډ مطابق چې دے نو د شپې لکه صفائی لگیا ده کیری۔ مخکښې به د ورځې چې مونږه به راروان وو، په روډونو د ورځې به چهاروگانې وهلې کیدلې او صفایانې به کیدلې۔ دا پوره تفصیل دیکښې موجود دے چې یره څومره ایمپلائز ټے ورکړی دی، په کوم کنډیشنز باندي ټے ورکړی دی؟ لکه د میونسپل کارپوریشن چې څومره د سینی ټیشن عمله ده، د صفائی عمله ده خواه که هغه انسپکټرز دی او که هغه سویپران دی او کټه کلیان دی نو دا په ډیپوټیشن باندي کمپنی ته ورکړے شوی دی، یعنی د دې ملازم ته ډیپوټیشن الاؤنس باقاعدہ ورکوی او د دې اوریجنل دغه چې دے نو دا میونسپل کارپوریشن پیسنور دے۔ دا د دې دا ټے کنټریکټ آؤټ کړی دی کمپنی ته او دغه شان Assets هم دا هغوی ته حواله شوی دی او دا Assets originally د میونسپل کارپوریشن لکه دغه دے، دا د هغوی یو لحاظ سره پراپرتی ده، دا د هغوی په کنټرول کښې ده For the purpose of cleanness نو دا کمپنی چې ده نو لکه دا ډیره زیاته، دا زمونږ د وخت نه مخکښې د دې دا پراسیس شروع شوی وو، دا Outgoing Government کښې دا پراسیس شروع شوی وو، انټرنیشنل ادارې او هغه دې ته سپورټ ورکوی۔ د دې پائپ لائن کښې د ورلډ بینک او د ایشیئن ډیویلپمنټ بینک غټې غټې پراجیکټې او منصوبې پرتې دی۔ شاه حسین خان! د دې پیسنور د پاره د څښکلو د اوبو یو غټ سکیم چې دے گریویتی سکیم، هغې باندي ډسکشن روان دے، د دې پیسنور د پاره د 12 ارب روپو د سینی ټیشن د یو سکیم د دې پوره پیسنور ویلی ریجن د پاره نو هغې کښې کافی لکه ډونرز او انټرنیشنل آرگنائزیشنز انټرسټډ دی د دې کمپنی د امبریلا د لاندې، لکه هغوی دا شرط لگولے دے چې یره دلته کارپوریټ سټائل باندي کار کیری او لکه دغه نه وی دا Interference په ادارو کښې نه وی، مداخلت په ادارو کښې نه وی نو د هغې په نتیجه کښې به لکه Efficiently دا څیزونو استعمالیری۔ که د ده سره کوم انفارمیشن، که دے دا Feel کوی چې یره دې سوال کښې نه دے ورکړے شوی، زما دا دغه چې کوم دے، دیکښې به ټے

اوگورو، ما سره چي کوم فائل دے، دیکھنی به ئے اوگورو، دلته به زه ده ته ورکرم دا، د دې فوٹو کاپی به ورته ورکرم او که نه وی نو Further د کمپنی سی ای او، زه درته داریکویسٹ کوم چي د کمپنی سی ای او به ده له زه را اوغوارم، چیف ایگزیکٹو آفیسر آف دی کمپنی به ده له را اوغوارم، هغه به ده سره کبئینی او ده ته به ټول تفصیلات ورکری۔ زه خپله هم دا غوارم چي د کمپنی حوالې سره لکه د هغې Efficiency او د هغې دغه مخکښې لار شی ځکه دا کار مونږه د دې د پاره کړے دے چي د دې پیسنور صفائی او بنکلا پکښې راشی، دا مقصد نه ضائع کیری، یو ورځ به داسې راشی زه به هم بیا او وایمه چي Company reverse کوؤ خو زما دا خیال دے چي د کمپنی څلور پینځه میاشتې شوې دی، They should be given time، هغوی خپل Systems develop کوی، نو شاه حسین صاحب ته ریکویسٹ کوم چي زما سره چي کوم ډاکیومنټس دی، انفارمیشن دی، دا به درسره زه شیئر کرم، پوره ISAMA agreement به درته درکرم او د دې نه علاوه که فرض کړه دے Feel کوی چي انفارمیشن اوس هم Incomplete دی نو زه به ده سره د کمپنی سی ای او کبئینوم، هغوی ته به زه ریکویسٹ او کرم سبا یا بله ورځ چي دے کله وائی، سی ای او به دلته راشی، ایم پی اے هاسټل ته به ورته راشی، د دوی او د هغه په مینځ کښې به زه دوی به د یو بل سره Linkup کرم، نو زما خیال دے دا درخواست ورته کوم۔

جناب سپیکر: شاه حسین خان! زما خیال دے It is sufficient۔

جناب شاه حسین خان: نه جی، ډیره بنائسته خبره ئے او کړه، دا خو ډیر شریف سرے دے جی او خاندانی سرے دے او د ده په کارکردگي باندې خو، د ده ذات حوالې سره خو هیڅ قسمه دغه نشته خو د دې کمپنی باره کښې خبره کوم جی چي لکه دوی وائی چي مونږ د شپې صفائی کوؤ، نو دا گند دوی چرته وړی؟ ځکه هغه گاډی خو اوس، مخکښې به د کمپنی سره گاډی وو، هغه گاډی د کمپنی سره اوس نه دی، هغه هم دوی کمپنی ته حواله کړی دی۔ دا گاډی په نظر نه راځی، دغه کچرا چي واخلی، هغه دوی نالو ته غورزوی، بیا چي په پیسنور کښې باران وی نو تاسو ته ئے حال معلوم دے خو بهر حال منسټر صاحب شریف سرے دے چي وائی نو بس کبئینو خیر دے۔

Mr. Speaker: Next.

سینیئر وزیر (بلدیات): گورہ جی Dumping grounds ورتہ جوڑوی، ہغہ بہ دوئی تہ زہ پورہ ڊیٹیلز اووایم، ہغہ بہ زہ دہ سرہ کبنینومہ، سی ای او بہ ورسرہ کبنینوم۔

Mr. Speaker: Okay. Next, 2250, Shah Hussain.

\* 2250 \_ جناب شاہ حسین خان: کیا وزیر بلدیات ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ پشاور شہر کی صفائی کیلئے نئی واٹر سپلائی اینڈ سینی ٹیشن کمپنی قائم کی گئی ہے؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ پشاور شہر میں سرکاری رہائشی کالونیاں مثلاً خیر کالونی، گلشن رحمان کالونی، سول کوارٹرز، سول کالونی اور ایریکیشن کالونی بھی موجود ہے؛

(ج) اگر (الف) و (ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو:

(i) مذکورہ کمپنی کو کن کن جگہوں پر صفائی کے اہداف دیئے گئے ہیں، نیز شہر کو کتنے زون میں تقسیم کیا گیا ہے؛

(ii) سرکاری کالونیوں کی صفائی کیوں نہیں کی جاتی، مذکورہ کمپنی کب تک سرکاری کالونیوں سے گندگی کے ڈھیر اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب عنایت اللہ { سینیئر وزیر (بلدیات) }: (الف) جی ہاں، یہ درست ہے۔

(ب) جی ہاں، مذکورہ کالونیاں پشاور شہر میں موجود ہیں۔

(ج) (i) مذکورہ کمپنی کو پشاور شہر کے 45 اربن یونین کونسلز کی صفائی کی ذمہ داری تفویض کی گئی ہے جس کے ضمن میں پشاور شہر کو چار زونز میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(ii) اس ضمن میں وضاحت کی جاتی ہے کہ سروسز اینڈ مینجمنٹ ایگریمنٹ کے تحت جن علاقہ جات کی صفائی پہلے سے میونسپل کارپوریشن پشاور، یونیورسٹی ٹاؤن کمیٹی اور پشاور ڈیولپمنٹ اتھارٹی کر رہے تھے، واٹر اینڈ سینی ٹیشن کمپنی ان ہی علاقوں میں سروسز فراہم کر رہی ہے۔ جہاں تک مذکورہ سرکاری کالونیوں کا تعلق ہے، ان کی حدود کے اندر صفائی کی سہولیات فراہم کرنے کی ذمہ داری اسٹیٹ آفس محکمہ انتظامیہ کی ہے، تاہم اگر صوبائی حکومت ان کالونیوں کی صفائی اور دیکھ بھال کیلئے گاڑیاں اور فنڈز باقاعدہ بنیادوں پر فراہم

کرے تو وائٹ اینڈ سینی ٹیشن کمپنی باقاعدہ Conversancy agreement کے تحت ان کالونیوں میں مکمل سروسز فراہم کرے گی۔

جناب شاہ حسین خان: سوال نمبر 2250، دا تقریباً د یو نوعیت سوالونہ دی جی او د کمپنی دا مشر چپی عنایت صاحب! تاسو را او غواری نو دا تہولہی مسئلہی بہ حل شی، سوالونہ تقریباً د یو نوعیت دی۔

جناب سپیکر: تہول کوئسچنز د یو نوعیت دی؟

جناب شاہ حسین خان: ہاں جی، دا 2250۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: بیا 2251، تہول تھیک شو 2251 او۔۔۔۔۔

جناب شاہ حسین خان: 2250 او 2251۔

جناب سپیکر: جی، 2251۔

\* 2251 \_ جناب شاہ حسین خان: کیا وزیر بلدیات ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ محکمہ کے زیر انتظام پشاور ترقیاتی ادارہ (PDA) موجود ہے جس میں وقتاً فوقتاً مختلف آسامیوں پر بھرتیاں کی جاتی ہیں؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو:

(i) گزشتہ چھ سالوں میں پی ڈی اے میں بھرتی شدہ افراد کے نام، ڈومیسائل، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے، نیز مذکورہ ملازمین، کنٹریکٹ، ڈیلی ویجز، عارضی یارگیولر کی بنیاد پر بھرتی کئے گئے، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؛

(ii) مذکورہ ادارے میں اس وقت کل کتنے ملازمین کنٹریکٹ، ڈیلی ویجز اور عارضی طور پر تعینات ہیں، الگ الگ تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب عنایت اللہ {سینیئر وزیر (بلدیات)}: جی ہاں، درست ہے۔

(ب) (i) گزشتہ چھ سالوں کے دوران پشاور ترقیاتی ادارہ یعنی پی ڈی اے میں مختلف آسامیوں پر 1542 ملازمین بھرتی کئے گئے ہیں جن میں سے ریگولر، کنٹریکٹ اور ورک چارج/فلکسڈ پے کی بنیاد پر بھرتی شدہ ملازمین کی تفصیل درج ذیل ہے:



1- ریگولر کنٹریکٹ ملازمین 974

2- فلکسڈ پے/ورک چارج 568

مذکورہ بالا ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیلات ایوان کو فراہم کی گئی، تاہم پشاور ہائی کورٹ کے حکم کے مطابق حال ہی میں سناریٹی کی بنیاد پر 162 کنٹریکٹ ملازمین کی سروسز کو واپس ورک چارج میں تبدیل کر دیا گیا ہے جبکہ 258 ورک چارج ملازمین کی سروسز کو ریگولر کنٹریکٹ میں تبدیل کر دیا گیا جن کی تفصیل اگر معزز ممبر ملاحظہ کرنا چاہیں تو ان کی خدمت میں پیش کی جاسکتی ہے۔

(ii) پشاور ترقیاتی ادارہ (PDA) میں اس وقت تعینات ریگولر، کنٹریکٹ اور ورک چارج ملازمین کی تفصیل حسب ذیل ہے:

1- ریگولر ملازمین 961

2- کنٹریکٹ 974

3- فلکسڈ پے/ورک چارج 1005

جناب سپیکر: او 2252؟

جناب شاہ حسین خان: 2252، او جی۔

جناب سپیکر: تھیک دے؟

جناب شاہ حسین خان: او دا ہول دیو نوعیت دی خو مختلف دغہ دی کنہ۔

جناب سپیکر: دا پی پی اے، دا 2252 تہ راشہ 2252۔

سینیئر وزیر (بلدیات): او تھیک شوہ، تھیک شوہ، صحیح دہ، دا سوال ہم دی پی پی اے حوالی سرہ دے، دیکھنی ہم لکہ د ملازمینو د ہغو ہولو تفصیل ما ورکھے دے، کہ ہغہ Incomplete وی، کہ د دہ سرہ پہ دے دغہ کبھی نہ وی، زما پہ دے فائل کبھی موجود دے، ہغہ بہ زہ دوی تہ فراہم کر مہ۔

جناب سپیکر: دا دے جی، دا دے۔

سینیئر وزیر (بلدیات): او جی ہول تفصیل مونو ورکھے دے او سپیکر صاحب! ما بیگاہ کنل، زہ پہ دے بانڈی ڈیر مطمئن شوم چے د کارپوریشن او دی پی پی اے پہ

دغه کبني د دير ډوميسائل هولډرز چي دي دا Negligible دي او د دي چارسدي، مردان د دي ايجنسيانو، پيښور ټول پکبني د دي خلق دي۔

ايک رکن: دا کوم سوال دے؟

جناب سپيکر: 2252۔

جناب شاه حسين خان: دا 2252 دے که 2253 دے جي؟

جناب سپيکر: بنه ته مطلب Skip کوي 2252، 2253 ته راشي۔

جناب شاه حسين خان: او دا دغه دے او جي تههیک دے، دا 2252 دے۔

جناب سپيکر: 2252۔

\* 2252 \_ جناب شاه حسين خان: کيا وزير بلديات ارشاد فرمائیں گے که:

(الف) آيا به درست هے که محکمہ کے زیر انتظام پشاور ترقیاتی ادارہ (PDA) موجود هے؛

(ب) آيا به بهی درست هے که مذکورہ ادارے کے بعض افسران حیات آباد میں قیمتی پلاٹس کی غیر قانونی فروخت میں ملوث پائے گئے ہیں اور نیب کے زیر حراست ہیں؛

(ج) اگر (الف) و (ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو نیب کے زیر حراست افراد کے نام، عہدہ اور گریڈ کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے، نیز محکمہ نے مذکورہ افراد کے خلاف کیا محکمہ کارروائی عمل میں لائی هے، تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب عنایت اللہ {سینیئر وزیر (بلديات)}: جی ہاں۔

(ب) جی ہاں، پی ڈی اے کے بعض افسران پر حیات آباد میں قیمتی پلاٹس کی غیر قانونی فروخت یعنی لیز پر دینے کا الزام هے۔

(ج) تفصیل درج ذیل هے:

1- اکرام اللہ خان، ڈائریکٹر (BPS-19)

2- محمد جان محسود، ڈپٹی ڈائریکٹر (BPS-18)

3- اعجاز افضل، ڈائریکٹر (BPS-19)

4- قاضی لیتق، سابقہ ڈی جی (BPS-19)

مذکورہ بالا افسران میں سے سیریل نمبر 1 اور 2 جیل میں ہیں جبکہ سیریل نمبر 3 پر اعجاز افضل ضمانت پر ہے اور سیریل نمبر 4 پر مذکورہ قاضی لیتھ قبل از وقت گرفتاری ضمانت پر ہے۔ قاضی لیتھ بطور ڈائریکٹر پی ڈی اے میں ڈیوٹی پر ہے جبکہ اعجاز افضل سی ڈی اے اسلام آباد میں ڈیپوٹیشن پر ہے۔ مزید برآں مذکورہ بالا افسران میں زیر حراست افسران کی رپورٹ ایڈمنسٹریٹو ڈیپارٹمنٹ یعنی لوکل گورنمنٹ کو ارسال کی گئی ہے اور ان افسران کے خلاف محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے۔

جناب شاہ حسین خان: جناب سپیکر، دیکھنے جی ما تپوس کرے وو چھی "کیا وزیر بلدیات ارشاد فرمائیں گے کہ آیا یہ درست ہے کہ محکمہ کے زیر انتظام پشاور ترقیاتی ادارہ (PDA) موجود ہے "دوئی وائی چھی "ہاں"۔ بیا ما وئی چھی "آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ادارے کے بعض افسران حیات آباد میں قیمتی پلاٹس کی غیر قانونی فروخت میں ملوث پائے گئے ہیں اور نیب کے زیر حراست ہیں" نو دوئی ما تہ وائی چھی "جی ہاں، پی ڈی اے کے بعض افسران پر حیات آباد میں قیمتی پلاٹس کی غیر قانونی فروخت یعنی لیز پر دینے کا الزام ہے"۔ بیا بنکتہ پہ (ج) کبھی دوئی دہغہ کسانو خلورو نومونہ ورکری دی۔ بیا دیکھنے دوئی او وئی چھی ہغہ جیل کبھی دی او یو چھی دے ہغہ اسلام آباد تہ پہ دیپوٹیشن باندھی تلے دے او بل چھی دے ہغہ دلته پہ پیسنور کبھی دے، نو زما دا سوال دے جی ضمنی دیکھنے جی چھی دغہ مذکورہ سکینڈل چھی کوم دے، دا تاسو احتساب کمیشن تہ دلیرلو ارادہ لری کہ نہ لری؟

جناب سپیکر: جی عنایت خان۔

سینیئر وزیر (بلدیات): دلته خو جی دوئی د محکمانہ کارروائی تپوس کرے دے او Latest دغہ دا دے، یعنی دا کوئسچن چھی کوم Submit شوے دے، دیکھنے زاہہ انفارمیشن دی، Latest information دیکھنے دا دی چھی دیکھنے اکرام اللہ خان ڈائریکٹر دا پہ ضمانت باندھی رہا شوے دے، دہائی کورٹ پہ ضمانت رہا شوے دے او تقریباً تہول چھی دی پہ ضمانت باندھی اوس رہا دی۔ د قاضی لیتھ ہم ضمانت چھی دے نو کنفرم شوے دے، د دی خلورو وارو ضمانت کنفرم شوے دے۔ البتہ دا ڈائریکٹر ان چھی کلہ خنی خلق پکھنی نیردی نہ واوری نو د

ہغوی خپل یو ورژن دے ، د ہغوی خپل یو مؤقف دے ، لکہ چہ زمکہ کبہی معطل شوی وی نو ہغہ خو Political Bosses پہ ہغہ وخت کبہی ورکری دی ، د ہغہی وخت وزیر اعلیٰ ورکری دی ، د ہغہ وخت منسٹر ورکری دی ، ما خپلہ یو فائل داسہ کتلے دے چہ پہ حیات آباد کبہی یو پلاٹ یونیورسٹی تہ ورکری شومے دے نو سیکرٹری پکبہی لیکلی دی چہ دا ورکول نہ دی پکار خو برہ منسٹر ہم پرہ لیکلی دی چونکہ دا ډیرہ بنہ ادارہ دہ او دا د قوم او ملک خدمت کوی نو د دہی وجہ نہ ارزانہ ورتہ دا زمکہ ورکری او دا خو ورتہ ورکری او چیف منسٹر ہم پرہ لیکلی دی چہ دا ورتہ ورکری ، نو افسران دا گیلہ کوی چہ یرہ لکہ زمکہ سیاسی خلق مشران ورکری خکہ اختیار ، د پی ډی اے د زمکو اختیار چہ دے نو ہغہ پہ Competition باندہی پہ اوپن آکشن باندہی خو پی ډی اے ورکوی خو دا تاپ چہ چا تہ زمکہ ورکوی نو ہغہ بیا چیف منسٹر د چیف ایگزیکٹو د اجازت نہ بغیر ہغہ زمکہ نشی ورکری کیدے یا ئے پہ کنٹرول ریت چا تہ ورکوی خو بہر حال لکہ دیکبہی ډیپارٹمنٹ دا کار کری دے چہ مونبرہ نیب تہ دا لیکلی دی چہ یرہ نیب د مونبرہ تہ دغہ را کری ، د دہی افسرانو خلاف چہ ہغوی کومہ کارروائی کری دہ او د ہغوی سرہ کوم ثبوتونہ او کوم دغہ دی ، ہغہ ډاکیومنٹس کہ مونبرہ تہ را کری نو د ہغہ مطابق بہ مونبرہ د افسرانو خلاف لکہ کارروائی شروع کوؤ۔ نیب تہ لکہ پہ دہی باندہی ډیپارٹمنٹ چہ دے لیٹر لیکلی دے ، ہغہ ډاکیومنٹس کہ د نیب نہ مونبرہ تہ Receive شی او د ہغہ مطابق مونبرہ Proceed کرو نو لکہ بیا بہ خہ نتیجہی تہ مونبرہ اورسو۔

Mr. Speaker: Ji, next 2253.

\* 2253 \_ جناب شاہ حسین خان: کیا وزیر بلدیات ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ محکمہ کے زیر انتظام میونسپل کارپوریشن پشاور موجود ہے جس میں وقتاً فوقتاً

مختلف آسامیوں پر بھرتیاں کی جاتی ہیں؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو:

(i) گزشتہ چھ سالوں میں میونسپل کارپوریشن پشاور میں بھرتی شدہ افراد کے نام، ڈومیسائل، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے، نیز مذکورہ ملازمین کنٹریکٹ، ڈیلی ویجز، عارضی یارگیولر کی بنیاد پر بھرتی کئے گئے، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؛

(ii) مذکورہ ادارے میں اس وقت کل کتنے ملازمین کنٹریکٹ، ڈیلی ویجز اور عارضی طور پر تعینات ہیں، الگ الگ تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب عنایت اللہ {سینیئر وزیر (بلدیات)}: (الف) جی ہاں، درست ہے کہ محکمہ کے زیر انتظام میونسپل کارپوریشن پشاور موجود ہے۔ جی ہاں، یہ بھی درست ہے کہ میونسپل کارپوریشن پشاور میں وقتاً فوقتاً مختلف آسامیوں پر بھرتیاں کی جاتی ہیں۔

(ب) (i) گزشتہ چھ سالوں میں میونسپل کارپوریشن پشاور میں بھرتی شدہ افراد کی مجموعی تعداد 1070 ہے جن کے نام، ڈومیسائل، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل ساتھ ایوان کو فراہم کی گئی۔

(ii) اس وقت میونسپل کارپوریشن پشاور میں کل 4638 ملازمین کنٹریکٹ، ڈیلی ویجز اور عارضی طور پر تعینات ہیں جن کی کل تعداد درج ذیل ہے، بلکہ ان کی مکمل تفصیل بھی ایوان کو فراہم کی گئی۔

ریگولر/کنٹریکٹ 4616

فکسڈ پے 21

ڈیلی ویجز 01

جناب شاہ حسین خان: سوال نمبر 2253۔ سپیکر صاحب، دیکھنے پر زما ضمنی سوال دا دے چے دا تقریباً 4638 ملازمین دی پہ کنٹریکٹ او پہ ریگولر دغہ باندھی، بیا دا لاندھی ئے لیکلی دی ریگولر کنٹریکٹ 4616 دی، پہ فکسڈ پے باندھی 21 دی او دیلی ویجز باندھی یو دے۔ زہ وایم چے دوئی کلہ دا وائی چے دا مونبرہ دے کمپنی لہ ورکری دی، دا ہم د دے اولنی سوال سرہ دے جی، نوچے کمپنی لہ ئے ورکریل نو دلته کبھی چے دا پوستونہ خالی شول، پہ دے باندھی بہ دوئی نوی بھرتی کوی کہ نہ دا بہ بیا دے تہ واپس راعی؟ د دے لہ دغہ غوارم۔

جناب سپیکر: عنایت خان۔

سینیئر وزیر (بلدیات): پہ دے باندے بھرتی بہ نہ کیری سپیکر صاحب! خکھہ چے کمپنی تہ مونر ورکرل نو دا جاب چے کوم دے نو دا جاب چے دے نو کمپنی تہ منتقل شو، یعنی دا جاب چے کوم د صفائی دغہ و نو دا د کارپوریشن نہ کمپنی تہ منتقل شو نو لہذا د صفائی عملہ ہم ہغے تہ منتقل شوہ۔ کہ سبا دا کمپنی Dissolve کیری نو دا بہ واپس میونسپل کارپوریشن تہ راخی او د دوی سیلریز چے کوم دی، د دے کومہ ریونیو وہ، ہغہ ہم کمپنی تہ منتقل شوہ۔ لکہ دا یو Decision شوے دے، 30 کروڑ روپی دغہ ورکوی کمپنی تہ، کارپوریشن ورکوی د دے خلقو د تنخواگانو، خہ دس بارہ کروڑ روپی غالباً دغہ ورکوی، پی دی اے ورکوی، داسے دوہ دوہ نیم درے کروڑ روپی یوتی سی ورکوی نو د دے ملازمینو تنخواگانے ہولے ہغے تہ ورکوی خود دے ملازمینو تنخواگانے دے دے نہ پورہ کیری۔ پہ دے باندے In addition to that پراونشل گورنمنٹ د Maintenance او د دوی د تنخواگانو د باقی پورہ کولو د پارہ لکہ پراونشل گورنمنٹ Grant in aid کمپنی تہ ورکوی۔

Mr. Speaker: Ji, next 2295. Janab Salih Muhammad Sahib.

راجہ فیصل زمان: سر! میرا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی جی۔

راجہ فیصل زمان: میرا منسٹر صاحب سے ضمنی کونسیجین ہے کہ اصل میں سر!۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: 2267۔

راجہ فیصل زمان: 2267 سر۔

جناب سپیکر: جی۔

\* 2267 \_ جناب صالح محمد (سوال راجہ فیصل زمان نے پیش کیا): کیا وزیر ٹرانسپورٹ ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ صوبہ بھر میں ڈرائیونگ لائسنس کے اجراء کی ذمہ داری پوری کر رہا ہے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو سال 2013-14 میں کل کتنے لائسنس جاری کئے گئے، تفصیل

فراہم کی جائے؟

جناب شاہ محمد خان (معاون خصوصی برائے ٹرانسپورٹ) (جواب وزیر قانون نے پڑھا): (الف) جی ہاں۔

(ب) صوبائی کابینہ نے 2004 اور صوبائی حکومت نے 2009 میں ڈرائیونگ لائسنس کے اجراء کا اختیار محکمہ ٹرانسپورٹ کے حوالے کیا مگر محکمہ پولیس غیر قانونی طریقے سے ڈرائیونگ لائسنس کا اجراء کر رہا ہے۔ سٹاف کی منتقلی کے علاوہ ریکارڈ، مشینری و دیگر وسائل بھی محکمہ ٹرانسپورٹ کے حوالے نہیں کئے گئے۔

محکمہ ٹرانسپورٹ نے اپنی مدد آپ کے تحت مارچ 2013 میں ابتدائی طور پر پشاور سے ڈرائیونگ لائسنس کا اجراء شروع کیا ہے اور سال 2014 میں 21 اضلاع میں ڈرائیونگ لائسنس کا اجراء شروع کر چکا ہے۔ محکمہ ٹرانسپورٹ نے صوبے کے 22 اضلاع میں لائسنس کا اجراء شروع کیا ہوا ہے۔ موجودہ ریکارڈ کے مطابق محکمہ ٹرانسپورٹ صوبہ بھر میں کامیابی کے ساتھ 45,000 لرنر پرمٹ اور 40,000 لائسنس کا اجراء کر چکا ہے۔

راجہ فیصل زمان: سر! میرا کوئی جواب، (وزیر قانون سے) سر! آپ دیں گے؟ اچھا، اس میں سر! یہ ڈیپارٹمنٹ جو ہے پولیس بھی چلا رہی ہے اور اے ڈی سی صاحب بھی چلا رہے ہیں اور میں نے پچھلے دنوں آپ کے سامنے آنریبل سپیکر صاحب! کہا تھا کہ میں نے ایک Expired license اپنا دیا کہ مجھے Renewal کر دیں تو آج تک میں آٹھ مہینے اس کا انتظار کر رہا ہوں، میں ریکویسٹ کروں گا کہ مجھے وہ Expired واپس کر دیں (تہقہ) کہ میں اسی سے کام چلا لوں۔ دوسرا مجھے اے ڈی سی صاحب نے کہا کہ ہمارے پاس واپس آجائے ہم جلدی بنا دیں گے۔ پھر میں نے پوچھا کہ پولیس والے کیوں نہیں بنا سکتے، انہوں نے کہا کہ ان کے پاس پیپر نہیں ہے۔ لہذا میری یہ ریکویسٹ ہوگی، یہ ایک ڈیپارٹمنٹ کے پاس ہو جو Focus کر سکے اور بہتری سے کام کر سکے، میری یہ ریکویسٹ ہے۔ اللہ کرے گا میرا لائسنس تو مجھے کہیں سے مل جائے گا، چاہے Expired ملا یا بنا ہوا ملا لیکن میں ان سے ریکویسٹ کرتا ہوں کہ یہ ایک ڈیپارٹمنٹ کے پاس ہونا چاہیے، دو ڈیپارٹمنٹس کے پاس نہیں۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر۔

جناب امتیاز شاہد (وزیر قانون): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ کوئٹہ Related ہے ٹرانسپورٹ منسٹر کے ساتھ، چونکہ وہ آج رخصت پر ہیں تاہم میں، چونکہ جو Actual mover ہے، وہ Present نہیں

ہے، صالح محمد خان صاحب، سپلیمنٹری کونسل میں میرے بھائی لے کر آئے ہیں جو کہ Valid ہے، ان شاء اللہ میں ان کو یہ اعتماد دلاتا ہوں کہ جو مجھ سے ہو سکے، میں منسٹر کے ساتھ بیٹھ کے ان شاء اللہ یہ کرادوں گا۔  
Mr. Speaker: Next 2295, Salih Muhammad Sahib. Not present.  
 'Questions' Hour' is over.

### غیر نشاندار سوالات اور ان کے جوابات

2177 \_ مفتی سید جانان: کیا وزیر بلدیات ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) گزشتہ حکومت نے جناح پارک میں کئی لاکھ کی لاگت سے قومی پرچم نصب کر کے ایک نیاریکارڈ قائم کیا ہے؛

(ب) مذکورہ پرچم پر قومی خزانے سے خطیر رقم خرچ کرنے کے باوجود پرچم عدم توجہ کی وجہ سے ضائع ہو رہا ہے؛

(ج) اگر (الف) و (ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو مذکورہ قومی پرچم پر کتنا خرچہ آیا ہے اور موجودہ حکومت نے اس پرچم کو ضیاع سے بچانے کیلئے کیا اقدامات کئے ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب عنایت اللہ {سینیئر وزیر (بلدیات)}: (الف) جی ہاں، درست ہے۔ گزشتہ حکومت میں جناح پارک میں ایک بلند قامت قومی پرچم نصب کیا گیا تھا۔

(ب) مذکورہ پرچم کی دیکھ بھال صحیح طریقے سے ہو رہی ہے اور اس ضمن میں پشاور میونسپل کارپوریشن حتی الوسع کوشش کر رہی ہے۔

(ج) قومی ہلال پرچم پچھلے دور حکومت میں پشاور ڈیولپمنٹ اتھارٹی کے توسط سے تقریباً 36 لاکھ روپے کے خرچ سے نصب ہوا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

سیریل نمبر	کام کی تفصیل	لاگت
01	فاؤنڈیشن ورک	31,18,900/- روپے
02	پائپ ورک	18,900/- روپے
03	جھنڈے کا کپڑا	77,600/- روپے



اس کی تکمیل کے بعد یہ میونسپل کارپوریشن پشاور کے حوالے کیا گیا جو اس کی دیکھ بھال کی ذمہ دار نبھار ہی ہے۔ علاوہ ازیں ایک اضافی پرچم بنانے کی منظوری دی جا چکی ہے جس پر مبلغ -/86,000 روپے کے خرچ کا تخمینہ ہے جو کہ موجودہ جھنڈے کی بوسیدگی کی صورت میں تبدیلی کیلئے موجود ہو گا۔

جناب سردار حسین: کیا وزیر آبنوشی ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) تمام پراجیکٹس کنسلٹنٹ کے ذریعے ہوتے ہیں؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ کنسلٹنٹ کے پاس تجربہ کار انجینئرز موجود ہیں؛

(ج) اگر (الف) و (ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو انجینئرز کی تعلیمی قابلیت اور تجربے کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب شاہ فرمان (وزیر برائے آبنوشی): (الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں، محکمہ آبنوشی 14-2013 کے تمام پراجیکٹس مندرجہ ذیل کنسلٹنٹس کے ذریعے کرتا ہے:

- 1- نسپاک
- 2- انجینئرنگ سروس کنسلٹنٹ 3- ایسوسی ایٹس ان ڈیولپمنٹ
- 4- انجینئرنگ ایسوسی ایٹس

مندرجہ بالا فرموں میں جو انجینئرز کام کر رہے ہیں، ان کی تعلیمی قابلیت ایم ایس سی جیو ٹیکنیکل، ایم ایس سی واٹر ریورسز، ایم ایس سی انوائرنمنٹل انجینئرنگ، بی ایس سی سول انجینئرنگ اور ڈپلومہ ایسوسی ایٹ انجینئرنگ ہے اور ان میں سے زیادہ تر انجینئرز پانچ سال سے زیادہ عرصے کا تجربہ رکھتے ہیں۔

2295 \_ جناب صالح محمد: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ دھواں چھوڑتی ہوئی گاڑیوں کو چیک کرنے کیلئے محکمہ ہذا سرگرم عمل ہے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو سال 14-2013 میں ڈورین وائر کتنی گاڑیاں چیک کی گئیں اور

ان سے کتنا جرمانہ وصول کیا گیا، تفصیلات فراہم کی جائیں؟

جناب شاہ محمد خان (معاون خصوصی برائے ٹرانسپورٹ): (الف) جی ہاں۔

(ب) محکمہ ٹرانسپورٹ کے زیر انتظام موٹر ویکل ٹیسٹنگ سٹیشنز (VETS) مختلف ڈورینز میں دھواں

چھوڑنے والی گاڑیوں کو محکمہ پولیس کے تعاون سے چیک کرتی ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

کل گاڑیاں	فیل گاڑیاں	پاس گاڑیاں	ڈویژن
14904	3515	11389	پشاور
8480	1127	7353	سوات
5391	1100	4291	ڈی آئی خان
5531	988	4543	لیٹ آباد
6610	1375	5235	مردان
40916	8105	32811	کل

تفصیلات درج ذیل ہیں:

***Statement of vehicles checked by VETS for the year 2013-14***

Dated/Month	Vehicle checked	Passed	Failed	Challan
<b>1. Peshawar</b>				
July-13	1869	1257	612	612
August-13	2548	1753	795	795
September-13	1055	944	111	111
October-13	254	216	38	38
November-13	220	192	28	28
December-14	236	218	18	18
January-14	256	228	28	28
February-14	190	145	45	45
March-14	1209	1011	198	198
April-14	1857	1768	89	89
May-14	2665	1775	890	890
June-14	2545	1882	663	663
<b>Total Peshawar</b>	<b>14904</b>	<b>11389</b>	<b>3515</b>	<b>3515</b>
<b>2. Swat</b>				
July-13	842	750	92	92
August-13	633	516	117	117
September-13	963	813	150	150
October-13	489	420	69	69
November-13	410	349	61	61
December-13	819	729	90	90
January-14	897	750	147	147

February-14	730	606	124	124
March-14	562	477	85	85
April-14	674	594	80	80
May-14	831	784	47	47
June-14	630	565	65	65
<b>Total Swat</b>	<b>8480</b>	<b>7353</b>	<b>1127</b>	<b>1127</b>
<b>3. D.I.Khan</b>				
July-13	211	216	55	55
August-13	268	184	84	84
September-13	383	286	97	97
October-13	23	13	10	10
November-13	0	0	0	0
December-13	554	427	127	127
January-14	626	511	115	115
February-14	756	629	127	127
March-14	733	569	164	164
April-14	806	652	154	154
May-14	569	435	134	134
June-14	402	369	33	33
<b>Total D.I.Khan</b>	<b>5391</b>	<b>4291</b>	<b>1100</b>	<b>1100</b>
<b>4. Abbotabad</b>				
July-13	926	783	143	143
August-13	580	440	140	140
September-13	181	141	40	40
October-13	0	0	0	0
November-13	246	188	58	58
December-13	689	610	79	79
January-14	752	654	98	98
February-14	104	89	15	15
March-14	427	339	88	88
April-14	550	477	73	73
May-14	596	448	148	148
June-14	480	374	106	106
<b>Total Abbottabad</b>	<b>5531</b>	<b>4543</b>	<b>988</b>	<b>988</b>
<b>5. Mardan</b>				
July-13	612	554	59	59
August-13	344	273	71	71

September-13	362	281	81	81
October-13	568	434	134	134
November-13	427	322	105	105
December-13	633	518	115	115
January-14	637	509	128	128
February-14	673	531	142	142
March-14	503	391	112	112
April-14	571	466	105	105
May-14	726	561	165	165
June-14	554	396	158	158
<b>Total Mardan</b>	<b>6610</b>	<b>5235</b>	<b>1375</b>	<b>1375</b>
<b>Net Total</b>	<b>40916</b>	<b>32811</b>	<b>8105</b>	<b>8105</b>

سال 2013-14 میں VETS پشاور، سوات، ڈی آئی خان، ایبٹ آباد اور مردان میں کام کر رہے تھے جبکہ 2014-15 میں VETS نے کوہاٹ، بنوں اور مانسہرہ میں بھی کام شروع کر دیا ہے۔ جہاں تک جرمانے وصول کرنے کا تعلق ہے تو یہ ٹریفک پولیس والے وصول کرتے ہیں۔

### اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: یہ چھٹی کی درخواستیں ہیں: سردار محمد ادریس، 16-04-2015؛ محمد شیراز خان، 16-04-2015؛ ملک قاسم، 16-04-2015؛ نادیہ شیر، 16-04-2015؛ فضل حکیم صاحب، 16-04-2015؛ سردار ظہور احمد صاحب، 16-04-2015 و 17-04-2015؛ میاں ضیاء الرحمن صاحب، 16-04-2015؛ جناب صالح محمد صاحب، 16-04-2015؛ جناب الحاج ابرار حسین صاحب، 16-04-2015؛ جناب جمشید مہمند صاحب، 16-04-2015؛ میڈم فوزیہ بی بی، 16-04-2015؛ میڈم زرین ضیاء، 16-04-2015؛ جناب احتشام اکبر صاحب، 16-04-2015؛ میڈم مہرتاج روغانی، 16-04-2015؛ جناب زاہد درانی، 16-04-2015؛ جناب خالد خان صاحب، 16-04-2015؛ جناب ارشد علی خان صاحب، 16-04-2015؛ میڈم رومانہ جلیل صاحبہ، 16-04-2015 و 17 اپریل 2015؛ منظور ہیں؟

اراکین: ہاں۔

جناب سپیکر: ہاں ایک منٹ، ایک منٹ۔ محمود خان! یہ ریزولوشن میں نے آپ کی پڑھ لی ہے، اگر آپ Item بریک میں مل لیں اور اس پر میرا بھی، میں چاہتا ہوں کہ پہلے آپس میں مشورہ کر کے پھر اس کو بنالیں گے۔

No. 07. Sardar Aurangzeb Nalotha, lapsed. Mr. Abdul Karim, MPA, lapsed.

جناب جعفر شاہ: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی، دا ایجنڈا لڙ پوره ڪرو نوبيا تاسو ته۔۔۔۔۔

جناب جعفر شاہ: سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: جی جی۔

جناب جعفر شاہ: ڊيره مهربانی جی، تهينڪ يو جناب سپیکر صاحب۔ زما خو جی دوه خبري دی او هغه هم د منسٽر بلديات، جی دوی مونڙ ته هغه بله ورخ تيره هفته کڻي په دې هاؤس کڻي يقين دهانی راکړي وه چې د سوات وائس چانسلر خلاف يو کيس Sub judice ده، په عدالت کڻي کيس هم روان ده، بيا انکوائري هم روانه ده، کيس په سٽينڊنگ کميٽي کڻي پينډنگ هم ده او بيا زما خيال ده چې غالباً تاسو په هغې شايد څه Correspondence هم ڪړه ده خود هغې باوجود هغه د هغه خپلو کارونو نه په قلاڙنه ده او حتی 'چې د سينيت هغه اجلاس هم اوشو، هغوی پکښي Decisions هم واخستل، هغه خپل غير قانونی کارونه لگيا ده قانونی کوی۔ يو خو چې دوی د دغې وضاحت او کړی، زه په دې پر زور احتجاج کومه۔ دويمه خبره جی د منسٽر صاحب نه زما دا خواست ده چې حکومت يو نوٽيفيکيشن جاری ڪړه ده، نان، عدالت زما خيال ده فيصله کړي ده او د هغې فيصلې په رټرا کڻي اوس دوی سره وفد هم ملاؤ شوه ده کوم چې ټاونز دی، رهائشی ټاونز، نو په هغې کڻي ځنې ادارې داسې دی چې هغه تعليمی ادارې دی، زه به مثال واخلمه پشاور يونيورسټی ټاؤن کڻي پينځويشت زره طلباء چې دی، هغوی سبق وائی، دغه شان په هغې کڻي کلينکس هم دی چې هغه د هغه ټاؤن د رهائشی خلقو ضرورت هم ده، بې شک دفترونه هغې کڻي شته، هاؤسز دی يا کارخانې، د هغې مونږه په Favour کڻي نه يو خود هغه خلقو سره Alternate نشته ده، هغوی انتظاميه اوس لگيا ده بې ځايه ئه تنگوي نو اوس دا پينځويشت زره طلباء به چرته ځی، دغه ډاکټران به په يو هفته کڻي يا په يو ورځ کڻي خپل دا کلينکونه چرته پرانيزی؟ د هغوی خپل يو ايسوسي ايشن ده، خپل تنظيم ئه هم جوړ ڪړه ده او منسٽر صاحب سره په

هغې کښې ملاؤ شوی هم دی۔ زما د دوئ نه دا خواست دے چې په دواړه خبرو باندې د ایوان په اعتماد کښې واخلي۔

جناب سپیکر: جی، عنایت خان۔

جناب عنایت اللہ {سینیئر وزیر (بلدیات)}: جناب سپیکر! دوئ درست وائی چې ما ایشورنس ورکړے وو، یو ځلې ما ایشورنس ورکړے وو نو په هغه ځل باندې په 10 تاریخ باندې اجلاس وو، ما گورنر سیکرټریټ ته هم فون اوکړو او سیکرټری هائر ایجوکیشن ته هم فون اوکړو او په هغه ځل اجلاس اونشو۔ بیا دوباره اجلاس پلان شو او ما ایشورنس ورکړو خو چې کوم دې صوبائی اسمبلی د دغه رولز پاس کړی چې کومه لاء پاس کړې ده، ایکټ ئے پاس کړے دے، په هغه ایکټ کښې نه ئے د صوبائی اسمبلی سره او نه ئے د هائر ایجوکیشن سره دا اختیار پرېښے دے چې هغوی لکه چې دا کار مونږ په ریکویسټونو باندې خو کړے دے چې مونږه گورنر سیکرټریټ ته او دغه ته ریکویسټ اولیرلو چې دامه کوئ ځکه گورنر صاحب چې دے نو د هغې چانسلر دے د ایکټ مطابق او هغه دا سینیت Preside کوی او هغوی ئے راغواړی او In his absence هغه بل څوک چې دے نو بیا Nominate کوی، نو زمونږه هغه ریکویسټ هغوی آنر نکړو، ما Communicate کړے دے، Accordingly ما Communicate کړے دے او دویم په دې باندې د اسمبلی ډیپیت اوکړی، دا خپل اختیار او خپل دغه دهم لږ اوگوری چې یره مونږه دومره لکه پراونشل گورنمنټ په دې لاز او په دې ایکټس کښې دغه کړے دے، کمزورے کړے دے، د پراونشل گورنمنټ دومره اختیار هم ختم کړے دے نو پراونشل گورنمنټ دا غواړی چې یره د سینیت اجلاس د نه کیږی ځکه چې معامله Sub judge ده او په کمیټی کښې ده، سټینډنگ کمیټی کښې ده، Sub judge ده خو د هغې باوجود هم لکه د هائر ایجوکیشن ډیپارټمنټ سره دا اتهارټی او دا پاورز نشته چې دا د سینیت اجلاس منع کړی، په ریکویسټونو او په درخواستونو باندې خو ئے مونږه کولے شو خو Lawfully مونږ سره داسې څه دغه نشته۔ زه خو د دې وجې هم دوئ ته دا درخواست کوم چې کوم د یونیورسټیز ایکټ راروان دے، هغې کښې رشتیا خبره داسې ده چې حکومتونه، ځکه پراونشل گورنمنټ پیسې هم ورکوی په دیکښې، بیا د 17 نه

Onward به ایچ ای سی چي دے نو بیا فیڈرل گورنمنٽ د یونیورسٽیانو پیسی نہ ورکوی، د دې نہ وروستو به بیا پراونشل گورنمنٽ ته دا Burden shift شی او اوس ډیر لټے Burden چي دے پراونشل گورنمنٽ پیسی ورکوی، نو د دې وجي نه چي کله پراونشل گورنمنٽ پیسی ورکوی، زمکه ورکوی نو د پراونشل گورنمنٽ اختیار هم پکار دے، د هائر اختیار هم پکار دے، نو زه وایم په دې ایکټ کبني لکه داسي امنډمنټس پکار دی چي لکه مونږه داسي بي اختیاره نه یو چي د صوبائي اسمبلي ممبر، معزز ممبر او په دې ایوان کبني خبره اوشی او د یو دغه وائس چانسلر چي دے د یونیورسټي چانسلر هغه بلډوز کوی او گورنر سیکرټريټ ته هم د دې خبري احترام پکار دے، رشتيا خبره ده گورنر سیکرټريټ ته د دې خبري احترام پکار دے لکه We are the product of the same law، مونږه د یو کانسټيټيوشن، گورنر هم د یو کانسټيټيوشن په نتیجه کبني گورنر شوی دے او د هغي کانسټيټيوشن په نتیجه کبني دا اسمبلي هم دغه شوې ده، نو هغوی له د یو وائس چانسلر په ځاي باندې د دې اسمبلي هغه زیات احترام پکار دے۔ ما پخپله باندې، زه د دې خبري دغه کومه چي مونږه هغه اجلاس منع ځکه نکړے شو چي په لاء کبني ما ته هائر ایجوکیشن سیکرټري او وئیل چي ما سره هیڅ اختیار په لاء کبني نشته دے، نه د پراونشل گورنمنٽ سره دا دغه شته چي د یونیورسټي لکه کوم اختیار چي صوبائي اسمبلي پخپله ورکړے دے نو د هغي لاندې هغه Empowered دی چي هغه دا اجلاسونه کوی۔

جناب سپیکر: عنایت خان! زه به هم دیکبني وضاحت او کړمه چي ما پسي آنریبل ممبر ډاکټر حیدر علی صاحب راغلو او هغه وئیل چي یو لیټر د دې اسمبلي د کارروائيني والا گورنر صاحب ته اولیږه۔ ما باقاعدہ هغه چي څومره کارروائيني شوې ده، یو لیټر گورنر صاحب ته اولیږلو خو گورنر صاحب هم د هغي څه داسي نوټس وانخستو۔ زما په خیال باندې گورنر صاحب له هم دا پکار دی چي کم از کم په اسمبلي کبني کوم ایشوراشي او د هغي چي دے، دا د ټولونه یو august House دے، یو ډیر ذمه دار خلق دلته کبني ناست دی، نو هغوی له هم کم از کم د اسمبلي دا ریکویسټ کول پکار دی۔ اوس دا به ډیره نامناسبه وی چي دلته مونږه په دې موقع باندې داسي څه خبري، ایشو ډسکس شی نو هغه دغه دے او

Personally مونڙه ليٽر ليڙلے وو او د گورنر صاحب بيا خوک سيڪريٽري زما د سيڪريٽري سره رابطه اوکڙه، د هغوی خه پته نشته دے خوک سيڪريٽري وو، هغوی ز مونڙه سيڪريٽري سره رابطه اوکڙه چي دا خود مخڪنبي نه طے کڙے وو نو پڪار ده چي دا خه دومره غٽه خبره نه وه، دا چي دے Postponed کول پڪار وو۔

سينيئر وزير (بلديات): جناب سپيڪر!

جناب سپيڪر: جی، عنایت خان۔

سينيئر وزير (بلديات): جناب سپيڪر صاحب، ما ايوان ته دا وضاحت اوکڙو او زه وایم دا اسمبلی چي ده ايڪٽونه جوڙوی، دا اسمبلی دا اداري Create کوی خو افسوس دا دے چي کله دا Create کڙي نو بيا دوئ نه پوهيڙي په دي خبره باندي چي دا اسمبلی چي ده دا د دي ادارو، Legal status ورتنه د دي اسمبلی نه ملاويڙي او هغه دغه بيا د دوئ په ذهن کڙي نه پاتي کڙي۔ د دي وچي نه زما دا خيال دے چي فيوچر کڙي داسي ليڄسليشن نه دے پڪار، لکه کله به مونڙه په حکومت کڙي يو او کله به دا د اپوزيشن بنچز خلق په حکومتونو کڙي وي، داسي ليڄسليشن نه دے پڪار چي په هغي کڙي د حکومت لاس او پښي مونڙه پخپله باندي او ترو او په دي نوم باندي۔۔۔۔۔

جناب سپيڪر: عنایت خان! مونڙه هغه بله ورغ ريزوليوشن پاس کڙے دے، تاسو لڙ دا خپله Personally اوگورئ، بلکه لاء منسٽر صاحب د ئے هم اوگوري چي هغه Extend شي پاتا ته، هغه چي کوم ريزوليوشن دے، د هغي پروسيجرز تر زره اوشي او هغه تاسو پراسيس کڙي چي هغه کوم ريزوليوشن ئے پاس کڙے دے چي د هغي د پاره ضروري کارروائي چي ليگل پروسيجرز دي چي هغه زر تر زره کمپليٽ کڙے شي۔

سينيئر وزير (بلديات): صحيح ده، او بله دا اخري خبره چي دوئ کومه اوکڙه، په دي باندي لڙ ريسپانس ورکومه۔ ديکڙي تاسو هم ما ته خبره کڙي وه او جعفر شاه صاحب هم راته خبره کڙي وه، د کمیونٽي چي کومه متاثره کمیونٽي ده، دوئ خپله ما ته Approach کڙے وو خو دا ايشو داسي ده چي لکه ڊيره



Complicated اور Sensitive غونڈی دہ، دیکھنی Residences چہ دی نو ہغہ دغہ دیوان خاص چہ کوم د دہ دغہ سرہ وو لیڈیز کلب سرہ، د ہغہ خلاف ریفرنسز راغلل، ہغہ د بشیر خان پہ وختو کھنی د ہغوی بچے چہ دے نو د ہغہ پہ نوم باندہ لیزاؤت شوے وو او ہغہ کھنی ہغہ دیوان خاص پہ نوم باندہ خانی جوہر کھو نو د ہغہ خلاف لوکل کمیونٹی لارہ او پہ دغہ Litigations کھنی بیا کمیونٹی پہ تاؤن کھنی د Commercial activities خبرہ ہم Raise شوہ او بیا کورٹ Decision او کھو چہ یرہ دا Commercial activity پہ تاؤن کھنی تاسو منع کھئی او دا Decision نہ صرف ہائی کورٹ او کھو بلکہ سپریم کورٹ کھنی ہم دہ قانونی ادارو دا Decision او بائیلو، ہسپتالونو، کلینکونو دہ تھلو دا Decision او بائیلو۔ اوس زمونہ پہ دغہ باندہ دا پریشر دے او تعلیمی ادارو او ہسپتالونو تہ صرف کورٹ خلور میاشتی ورکری دی چہ خلورو میاشتی کھنی د دا منتقل شی۔ پہ ہغہ باندہ ما ستا سو پہ وینا باندہ یو غت میتنگ ہغہ بلہ ورخ او کھو چہ پہ ہغہ کھنی ایڈمنسٹریٹرز ہم وو، د کمیونٹی خلق ہم وو او پہ ہغہ کھنی سیکرٹری ہاؤسنگ وو، پہ ہغہ کھنی دی سی پیسنور وو، لوکل گورنمنٹ دیپارٹمنٹ وو، دی جی پی پی ایے پکھنی، دا تھل ما کھینول او دوی تہ ما او وئیل چہ یرہ تاسو د دہ مسئلہ Solution مونہ تہ را کھئی چہ کوم Affectees دی، ہغہ ہم ناست وو خودا وہ چہ فوری Solution د چا سرہ ہم نہ وو، نو بیا د ہغہ د پارہ مونہ ہائی پاورڈ کمیٹی جوہر کھہ چہ پہ ہغہ کھنی مو وکیلان کھینول چہ یرہ دا حکومت او دا دغہ د Contempt نہ ہم بچ شی او داسی-Way out را اوخی چہ د دہ خلقو جائز کوم پرابلم دے، ہغہ ایڈریس شی، خکہ د تاؤنز بائی لاز چہ دی نو پہ ہغہ کھنی د Commercial activities currently اجازت نشتہ، بیا بہ بائی لاز چینج کول غواری، تاؤنز کھنی بہ چرتہ کمرشل سیکشن جوہرول غواری لکہ دا تھل مختلف آپشنز ہلتہ کھنی ڈسکس شو نو پہ ہغہ باندہ ما یو کمیٹی جوہر کھہ دہ، ہغہ تہ مہ یو ٹائم لائن ورکھ دے، پہ ہغہ ٹائم لائن کھنی دننہ دننہ بہ د کمیٹی رپورٹ راخی نو چہ ہغہ خنگہ راغے نو ہغہ بہ مونہ Implement کوؤ۔ د یرہ مننہ جی۔

جناب سپیکر: آئٹم نمبر 8 اینڈ 9، اس کو میں پیڈنگ کرتا ہوں کیونکہ سردار ادریس صاحب نہیں ہیں۔

جناب منور خان ایڈوکیٹ: جناب سپیکر! پہ دے بانڈی مونبر لبر خبری کوؤ۔

جناب سپیکر: جی جی۔ جی سردار ادریس صاحب چي Available وی نو بیا، سردار ادریس صاحب Available نہ دے۔

جناب منور خان ایڈوکیٹ: نہ سر! کہ لبرہ مونبر تہ دا دغہ راکری، مونبر دے لہ ورتہ اووئیل۔۔۔۔

جناب سپیکر: د رولز پہ مطابق بل شوک نشی کولے خو خیر بس بلہ ورخ بہ ور و اچوؤ کنہ؟

جناب منور خان ایڈوکیٹ: نہ سر! دغہ رول خودغہ کیدے شی۔

جناب سپیکر: تہ پلیر کبئینہ، کبئینہ کبئینہ جی۔ جی جی، بس پروسیجر اورولز تہ بہ گورو، بس ہغہ چي کلہ منسٹر راشی، پینڈنگ بہ ئے کرو۔

جناب منور خان ایڈوکیٹ: نہ سپیکر صاحب! دغہ رول خودغہ کیدے شی، مونبر لہ تہ موقع راکرہ چي مونبر پری خبرہ اوکرو۔

جناب سپیکر: د رولز مطابق چي دے کنہ، د رولز مطابق، بلہ ورخ بہ ئے خیر دے دغہ کرو۔ Next Item No. 10, Aamna Sardar, Aamna Sardar

### گلیات ڈیولپمنٹ اتھارٹی بل میں ترمیم

Ms: Aamna Sardar: Thank you, Mr. Speaker. I beg to move that leave may be granted to introduce the Galiyat Development Authority (Amendment) Bill, 2015, in the House.

Mr. Speaker: The motion before the House is that-----

جناب عنایت اللہ {سینیئر وزیر (بلدیات)}: جناب سپیکر! میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: خہ بنہ جی، عنایت صاحب!

سینیئر وزیر (بلدیات): زہ یو خبرہ پکبئی کوم، بیا بہ ان شاء اللہ د موشن د پیش کولو ضرورت ہم نہ پینبیری۔

جناب سپیکر: جی جی۔

محترمہ آمنہ سردار: سر!

سینیئر وزیر (بلدیات): دا ایو امینڈمنٹ د دوئی دا دے چھی د گلیات دغہ چھی کوم دے  
دا ہیڈ کوارٹر، ہغہ د۔۔۔۔۔

ایک رکن: اردو میں بات کریں۔

سینیئر وزیر (بلدیات): ان کی (ہنستے ہوئے) ان کی امینڈمنٹ کا ایک پورشن یہ ہے کہ گلیات کا  
ہیڈ کوارٹر جو ہے، وہ لاء کے اندر لکھا جائے کہ وہ ایبٹ آباد میں Establish ہو، تو ہیڈ کوارٹر ایبٹ آباد میں  
ہے، اس پہ کوئی مطلب Objection نہیں ہے، لاء کے اندر کوئی پابندی نہیں ہے، آپ Obligatory  
بنانا چاہتی ہیں یا نہیں چاہتی ہیں۔ دوسرا ایٹو جو ہے، وہ انہوں نے Raise کیا ہوا ہے کہ (مدخلت)  
Let me complete then, then, then she will، دوسرا ایٹو انہوں نے Raise کیا ہوا ہے  
کہ پراونشل اسمبلی کا ایک ممبر Nominate کیا جائے یا سپیکر صاحب Nominate کریں۔ تو اس میں  
چیف منسٹر کے ساتھ یہ اختیار موجود ہے، انہوں نے Already nominate کیا ہوا ہے لیکن یہ دونوں  
سے ہٹ کے میں ایک بات کہہ رہا ہوں، یہی ہوا ہے کہ میں نے ان کے ساتھ ڈسکشن بھی کی ہے اور چونکہ  
یہ وہاں کی رہائشی ہیں، وہاں کی رہائشی ہونے کے ناطے میں نے ان کو کنسلٹ کیا ہے، ان سے Input لیا ہے،  
ان کے علم میں ہے کہ گلیات کی ری سٹرکچرنگ پہ ڈسکشن ہو رہی ہے اور یہ Proposal move ہوئی ہے  
اور پی ٹی آئی کے لوگوں نے، کچھ لوگوں نے Proposal move کی ہے، عمران خان کو انہوں نے  
Approach کیا ہے اور پھر انہوں نے حکومت سے کہا ہے کہ آپ اس پہ غور کریں اور وہ ری سٹرکچرنگ  
کا جو پراسیس ہے، اس میں اس کا امکان موجود ہے کہ بڑی ہول سکیل ری سٹرکچرنگ ہو اور گلیات  
ڈیولپمنٹ اتھارٹی کا علم جو ہے وہ میڈم کو ہے۔ میں میڈم سے ریکویسٹ کرتا ہوں کہ اس کو فی الحال آپ  
ایک سائڈ پہ رکھیں اور اس پورے ری سٹرکچرنگ پراسیس میں آپ کو میں Involve کرتا ہوں۔ آپ  
چونکہ اس علاقے کی نمائندہ ہیں، اس پہ میں نے 20 تاریخ کو میٹنگ رکھی ہے، ان کے جو ایکسپرسٹس ہیں، جو  
Concept note انہوں نے موڈ کیا ہوا ہے اور اس Concept note کے جو Originators ہیں،  
ان کے ساتھ 20 تاریخ، تین ساڑھے تین بجے میری پشاور کے اندر میٹنگ ہے۔ میں ان کو وہ جو  
Concept note ہے، اس کی کاپی میں میڈم کو بھی Provide کروں گا کہ یہ نوٹ پڑھیں اور ہم بیٹھ  
کے کوئی ایسی Proposal develop کر سکیں کہ جس کے نتیجے میں گلیات ڈیولپمنٹ اتھارٹی کو ہم مزید

Vibrant body بنا سکیں، تو اس میں پھر اگر کوئی Consensus بنا تو ان کو بھی Incorporate کریں گے۔

جناب سپیکر: جی میڈم!

محترمہ آمنہ سردار: شکر یہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! یہ جو ایک امنڈمنٹ دی ہوئی ہے کہ ہیڈ کوارٹر ایبٹ آباد میں لے کے جایا جائے، اس سے مراد صرف یہ نہیں ہے کہ آفس کو دیا جائے، یہ Basically پہلے کمشنر کے انڈر ہوا کرتا تھا، ہماری یہ خواہش ہے کہ دوبارہ کمشنر، یہ Process reverse ہو جائے، یہ Already یہ In practice ہوتا رہا ہے، یہ نہیں ہے کہ پہلے نہیں ہوتا بلکہ کاغان ڈیویلمپمنٹ اتھارٹی جو ہے، اس میں یہی Practice exist کر رہی ہے کہ وہ کمشنر کے ہی انڈر، ڈی سی کے انڈر آرہی ہے، اس میں یہ ایک گزارش تھی۔ دوسری گزارش یہ تھی جی کہ جو Notables ہیں، وہاں کے جو سٹیک ہولڈرز ہیں، ان کی تو نمائندگی ہی نہیں ہے، ایک صاحب کو اٹھا کے پنجاب سے بنا دیا گیا ہے بورڈ آف ڈائریکٹر، کوئی صاحب جی ایبٹ آباد، چلو ایبٹ آباد تو ہمارا ڈسٹرکٹ آجاتا ہے، ہری پور سے کیوں یا اور کسی جگہ سے کیوں نہیں، Why not Abbottabad؟ کیونکہ یہ ڈسٹرکٹ ایبٹ آباد کے یا گلیات کے جو اپنے سٹیک ہولڈرز ہیں، جو اپنے رہائشی ہیں، ان کو آپ بنا ہی نہیں رہے، بورڈ آف ڈائریکٹر میں نہیں ڈال رہے، بورڈ آف گورنرز میں نہیں ڈال رہے اور آپ باہر کے لوگوں کو لا کے مسلط کر رہے ہیں۔ ابھی بھی جو سر! آپ جو 'ری سٹرکچرنگ' کی بات کر رہے ہیں، مجھے یہی خدشہ ہے کہ ہم جو گلیات کے لوگ ہیں، ہم ہائی جیک ہو جائیں گے، ہمارے گلیات کے، ہم لوگوں کی کوئی Rights ہی نہیں رہیں گے اور یہ جو باہر سے لوگ آرہے ہیں، پنجاب سے لوگ آرہے ہیں یا اور دوسرے صوبوں سے آرہے ہیں یا یہاں کے ہیں، صوبے کے مختلف علاقوں کے لوگ گلیات میں جا کے وہ خرید و فروخت شروع کر دیں گے اور اتنے اتنے شیئرز خرید لیں گے تو ہم لوگ کہاں جائیں گے؟ جو وہاں کے سٹیک ہولڈرز اور وہاں کے لوگ ہیں؟ مجھے تو صرف اپنی آواز پہنچانی ہے۔

جناب سپیکر: جی عنایت خان! عنایت خان!

سینیئر وزیر (بلدیات): میں نے ان کے ساتھ اپنے پورے، جو وہ Proposed restructuring ہے، اس حوالے سے میرے اپنے جو Concerns ہیں، وہ میں نے ان کے ساتھ شیئر کئے تھے اور میں نے یہ چار نکات اٹھائے تھے اور انہوں نے اس کے ساتھ ساتھ پی ٹی آئی کے دوستوں نے In principle agree کیا ہے۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ ایک جو گلیات کے Assets ہیں، وہ لوکل گورنمنٹ کے Assets ہیں اور According to the Local Government Law وہ Assets نہ کسی پہ فروخت کئے جاسکتے ہیں، نہ Sell out کئے جاسکتے ہیں بلکہ وہ لیز پہ Competitive transparent process پہ دیئے جاسکتے ہیں، ایک نکتہ یہ تھا۔ دوسرا یہ تھا کہ جو Local residents ہیں، جو بھی 'ری سٹرکچرنگ' ہو، اس میں Local residents کی، Stakes کی، ان کی نمائندگی ہو، یہ دوسری بات ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ جو بھی Decision ہو، اس کے نتیجے میں بہتری آئے، اس کے نتیجے میں بہتری آئے اور چوتھی بات یہ کہ کیا جو 'ری سٹرکچرنگ' ہم کرنا چاہتے ہیں یا کوئی نئی Entity وجود میں لانا چاہتے ہیں، اس Entity کو ہم Currant law کے اندر، اس کے Perimeter کے اندر اور اس فریم ورک کے اندر رہتے ہوئے وہ Reforms introduce کریں یا اس کیلئے اس کو Repeal کرنا پڑے گا اور نیلا لانا پڑے گا، اسلئے میں میڈم! آپ سے ریکویسٹ کرتا ہوں کہ آپ کی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میں اس طرح کرتا ہوں کہ۔۔۔۔۔

سینیئر وزیر (بلدیات): میں ان کے ساتھ ہوں، بالکل لوکل میں جو نئی Entity بنے گی، میں اس میں Ensure کراؤں گا کہ اس میں Local residents کی نمائندگی ہو، یہ بالکل ان کی بات درست ہے لیکن ظاہر ہے یہ اس وقت ایک whole-scale restructuring ہو رہی ہے تو اس میں ان کے جتنے بھی پوائنٹس ہیں، ہم Incorporate کرتے ہیں۔ میرے خیال میں اس وقت اس کو Incorporate کرنے کا کوئی وہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میں اس طرح کرتا ہوں کہ اس کو، (مداخلت) ایک منٹ، اس کو پینڈنگ کرتا ہوں تاکہ آپ کو موقع ملے، ڈسکشن کریں اور وہ چانس بنتا ہے تو ٹھیک ہے Otherwise پھر جو پروسیجر ہے، اس کے مطابق کر لیں گے جی، اس کو ہم پینڈنگ کرتے ہیں جی۔

جناب منور خان ایڈوکیٹ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب محترمہ کے ساتھ بیٹھ جائیں اور بات کر لیں۔  
 جناب سپیکر: میڈم! آپ اس کے ساتھ بیٹھ جائیں، ڈسکشن کر لیں، اگر کوئی آپ کی انڈرسٹینڈنگ بنتی ہے تو  
 ٹھیک ہے Otherwise میں اس کو، آپ کو Next اس میں دے رہا ہوں، ڈال لوں گا۔  
 محترمہ آمنہ سردار: سر! اس فورم پہ میں یقین دہانی چاہتی ہوں، وہ یہ ہے کہ گورنمنٹ کی اوزر شپ ہونی  
 چاہیے، اوزر شپ پرائیویٹ پارٹیز کو نہ جائے۔۔۔۔۔  
 جناب سپیکر: جی جی۔  
 محترمہ آمنہ سردار: یہی میری ریکویسٹ ہے کہ شیئر زیادہ گورنمنٹ کے ہوں، پرائیویٹ پارٹیز کے نہ  
 ہوں۔

Senior Minister (Local Government): I assure, I assure this House,  
 I assure her and I assure this House کہ میری موجودگی میں حکومت کی پراپرٹی کسی  
 پرائیویٹ آدمی کے ہاتھ میں نہیں جائے گی۔ یہ بات ہو سکتی ہے کہ Government entity کے اندر  
 کمیونٹی کو Involve کیا جائے، ان کو نمائندگی دی جائے، بورڈ آف ڈائریکٹرز کے اندر ان کو نمائندگی دی  
 جائے، یہ بالکل ہو سکتا ہے، یہ حکومتی لاء کے اندر موجود ہوتا ہے لیکن حکومتی Assets، میں ان کو ایشورنس  
 دیتا ہوں کہ It will not go into private hands.

غیر سرکاری مسودہ قانون متعارف کرانے کیلئے اجازت کا طلب کیا جانا

{ خیبر پختونخوا کوآپریٹو اسٹاف (ریگولرائزیشن آف سروسز) مجریہ 2015 }

Mr. Speaker: Item No. 12: Sardar Aurangzeb Nalotha, MPA, Mr. Shah Hussain, MPA and Syed Jafar Shah, MPA.

Mr. Jafar Shah: Thank you, Janab Speaker. I rise to move that leave may be granted to introduce the Khyber Pakhtunkhwa, Zakat Internal Audit Staff (Regularization of Services) Bill, 2015, in the House.

جناب سپیکر: حبیب الرحمان صاحب! کچھ کہنا چاہیں گے اس کے اوپر؟ میں اس کو۔۔۔۔۔  
 جناب حبیب الرحمان (وزیر زکوٰۃ و مذہبی امور): وہ تو صرف یہی چاہتا ہے اور یہ تو Passage Stage پر  
 نہیں ہے، جب آجائے تو اس کو Oppose کر لیں گے، میں پہلے سے۔۔۔۔۔

Mr. Speaker: Okay, okay. The motion before the House is that the leave may be granted to the honourable Member for introduction of the Khyber Pakhtunkhwa, Zakat Internal Audit Staff (Regularization of Services) Bill 2015? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The leave is granted.

غیر سرکاری مسودہ قانون کا متعارف کرایا جانا

{ خیبر پختونخوا کوآپریشنل آڈٹ سٹاف (ریگولرائزیشن آف سروسز) مجریہ 2015 }

Mr. Speaker: Item No. 13: Sardar Aurangzeb Nalotha MPA, Mr. Shah Hussain Khan and Syed Jafar Shah Sahib.

Mr. Jafar Shah: Thank you, Mr. Speaker. I, rise to introduce the Khyber Pakhtunkhwa, Zakat Internal Audit Staff (Regularization of Services) Bill, 2015, in the House.

Mr. Speaker: It stands introduced.

میڈم معراج نہیں ہیں تو اس کیلئے میں یہ پینڈنگ کرتا ہوں۔ یہ ایٹم نمبر 14، معراج ہمایون اینڈ آمنہ سردار۔

غیر سرکاری مسودہ قانون متعارف کرانے کیلئے اجازت کا طلب کیا جانا

{ خیبر پختونخوا (امنڈمنٹ آف لاز) مجریہ 2015 }

Ms: Aamna Sardar: Thank you, Janab Speaker. I rise to move that the leave may be granted to introduce the Khyber Pakhtunkhwa, (Amendment of Laws) Bill, 2015, in the House.

Mr. Speaker: The motion before the House is that the leave may be granted to the honourable Member for introduction of the Khyber Pakhtunkhwa, (Amendment of Laws) Bill, 2015? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The leave is granted.

غیر سرکاری مسودہ قانون کا متعارف کرایا جانا

{ خیبر پختونخوا (امنڈمنٹ آف لاز) مجریہ 2015 }

Mr. Speaker: Madam Meraj Hamayun Khan and Madam Aamna Sardar, item No. 15.

Ms: Aamna Sardar: Sir, whereas it is expedient to amend certain laws, it is hereby enacted as follows,-

**Short title and commencement, -** This Act may be cited as the Khyber Pakhtunkhwa Amendment of Laws---

جناب سپیکر: Introduction، نہیں نہیں آپ----

محترمہ آمنہ سردار: جی جی، امینڈمنٹس، جی سر۔ سر! اس پہ میری Khyber Pakhtunkhwa Act No. IX of 2013, the Khyber Pakhtunkhwa, Payment of Wages Act, 2013, in section 2 in clause (ii)---

جناب سپیکر: یہ آپ کدھر جا رہی ہیں جی؟ صرف موشن پڑھیں،

Ms: Aamna Sardar: I rise to introduce the Khyber Pakhtunkhwa---

Mr. Speaker: I beg to introduce---

Ms. Aamna Sardar: Amendment of Laws Bill, 2015, in the House.

Mr. Speaker: It stands introduced. Item No. 16: Madam Uzma Khan.

محترمہ عظمیٰ خان: شکریہ، مسٹر سپیکر۔ سر! ریزولوشن سے پہلے میں کچھ کہنا چاہوں گی۔ آج منسٹر فار لوکل گورنمنٹ نے بہت اچھی ایسٹورنسز دیں، وہ شاہ حسین صاحب کے ساتھ سی ای او پی ڈی اے کو بھی بٹھائیں گے اور آمنہ سردار صاحبہ کی امینڈمنٹ کو بھی نئی ڈری سٹر کچرنگ، میں جگہ دیں گے لیکن جناب سپیکر، 27-10-2014 کو ایسی ایک ایسٹورنس مجھے بھی منسٹر صاحب نے دی تھی کہ ہم بینک آف خیبر کے وی پی کو بلا کر ان سے یہ ڈسکس کریں گے کہ بندے کے ساتھ کیوں زیادتی کی گئی؟ لیکن پانچ مہینے گزرنے کے بعد بھی نہ ہمیں منسٹر صاحب لوکل گورنمنٹ نے بلا یا اور نہ کوئی ڈیپارٹمنٹ سے اس کے بارے میں کوئی جواب آیا، تو میں ذرا ان سے ایسٹورنس لینا چاہوں گی۔

جناب سپیکر: اچھا، یہ آپ اپنا میڈم عظمیٰ خان! ابھی آپ کا جو ہے ایٹم نمبر 16، ریزولوشن۔

جناب عنایت اللہ {سینیئر وزیر (بلدیات)}: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی عنایت خان۔

سینیئر وزیر (بلدیات): تھینک یو۔ دیکھیں اس وقت منسٹری جو تھی، وہ اناؤنس نہیں ہوئی تھی اور منسٹری سے سراج صاحب نے استعفیٰ دیا تھا، جس میں میں یہاں ہاؤس میں بیٹھ کے جواب دیتا رہا، اس کے بعد فنانس منسٹر آئے، Accordingly ان کے ڈیپارٹمنٹ کو یہ باتیں Communicate کی گئیں، جو اسمبلی کا بزنس ہوتا ہے، یہاں نمائندہ ہوتا ہے اور اگر ان کے ساتھ وہ نہیں بیٹھا، ان کے ساتھ ان کی وہ نہیں ہوئی



ہے، ان کا رابطہ نہیں ہوا ہے تو میں معذرت چاہتا ہوں اور میں اس کو Ensure کراؤں گا۔ سر! جب مجھے یہ کہا جاتا ہے، میں نے پچھلے دنوں اس اسمبلی کے اندر ایشورنس دی تھی، جو صوبائی سے ہماری خاتون رہنما ہیں اور ایم پی اے ہیں، میں نے اسی دن جا کے ڈی آئی جی کو ٹیلی فون کیا، ان سے میں نے Written report مانگی، ایک Written report میں نے ان سے مانگی تھی۔ اس طرح جو بابر سلیم صاحب نے نکتہ اٹھایا تھا، میں نے اس پہ بھی Written report وہ مانگا، اسمبلی کے اندر میں جو بھی ایشورنس دیتا ہوں، میں اس کو Delay کرنے کی بجائے یہاں سے نکل کے فوراً Telephonically communicate کرتا ہوں، اس پہ پھر پراسیس کتنا ہوتا ہے، حکومتی نظام کے اندر جو مشکلات ہوتی ہیں اس کا تو آپ کو خود علم ہے لیکن میں جو ایشورنس دیتا ہوں، میں اس کو Communicate کرتا ہوں اسمبلی سے باہر نکل کے، اگر اس کو وہ اس سے نہیں ہوا ہے تو یہ اسمبلی میرے لئے محترم ہے اور اس کا ہر رکن میرے لئے محترم ہے اور اس کی عزت میری عزت ہے، میں ان سے معذرت کرتا ہوں اور میں مظفر سید صاحب کو آج ہی بتاؤں گا کہ وہ ایم ڈی جو ہے، وہ ان کے ساتھ بٹھائیں گے، ان کا جو۔۔۔۔۔

Mr. Speaker: Item No. 16, item No. 16.

جناب نور سلیم ملک: جناب سپیکر! میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: دا پرو سیجر برابر شی کنہ جی، جی ایتم نمبر 16-

میڈیکل کالجز میں سیکنڈ شفٹ شروع کرنے کیلئے قرارداد

محترمہ عظمیٰ خان: سر! میں منسٹر فار لوکل گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرتی ہوں، ساتھ میں اپنی ریزولوشن پیش کرتی ہوں۔

چونکہ صوبے میں آبادی زیادہ ہونے کی وجہ سے طلباء و طالبات کیلئے میڈیکل کالجوں میں سیٹوں کی کمی کا سامنا ہے اور اکثر طلباء و طالبات باہر ممالک کے میڈیکل کالجوں میں داخلہ لینے پر مجبور ہیں جن سے کروڑوں روپے کا زرمبادلہ باہر ممالک میں خرچ ہوتا ہے، لہذا یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ صوبے میں طلباء و طالبات کی بڑھتی ہوئی تعداد کو مد نظر رکھتے ہوئے صوبے کے تمام میڈیکل کالجوں میں شام کے اوقات کار یا سیکنڈ شفٹ کلاسز میں مناسب فیسوں کے ساتھ داخلے کیلئے ضروری اقدامات کئے جائیں تاکہ عوام کا دیرینہ مطالبہ پورا ہو سکے۔

مسٹر سپیکر! میں ذرا اس کی افادیت بیان کر دوں۔ اس سے ایک تو زیادہ تر سٹوڈنٹس پرائیویٹ کالجز میں نہیں جائیں گے جہاں پہ لاکھوں کی فیسیں انہیں دینا پڑتی ہیں، نہ وہ چاہنا جائیں گے، نہ وہ رشیا جائیں گے بلکہ اپنے ہی ملک میں تعلیم حاصل کریں گے اور اسی ملک پہ Serve کریں گے۔  
جناب سپیکر: شاہ فرمان خان!

جناب شاہ فرمان (وزیر برائے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): جناب سپیکر! یہ قرارداد کی شکل میں پہلے بھی یہ ایشو 2013 میں Raise ہو چکا ہے اور اس کے اوپر جو چیئر مین ہیں، سرکاری میڈیکل کالجز کے جو جوائنٹ ایڈمیشن کمیٹی کے چیئر مین ہیں، اس نے جو انفارم کیا ہے کہ پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل جو ایسوسی ایشن ہے، یہ اجازت کیوں نہیں دیتی شام کے کالجز کی اور اس کی ایک Reason انہوں نے بتائی ہے کہ جو میڈیکل کالج کے سٹوڈنٹس ہیں، وہ فور تھ ایئر اور فائنل ایئر میں شام کے وقت وہ ہاسپٹل جاتے ہیں اور ادھر کلاسز 'ایڈینڈ' کرتے ہیں، ہسٹریاں لیتے ہیں، Practically وہ Patients کے ساتھ Intouch ہوتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ Reason ہے میرے سامنے تو بڑی Valid لیکن چونکہ عنایت صاحب ہیلتھ منسٹر رہ چکے ہیں تو اگر وہ کوئی Add کرنا چاہیں تو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: عنایت خان، اچھا عنایت! (جناب شوکت علی یوسف زئی سے) ہاں، آپ دونوں چلیں اس پر بات، عنایت خان بات کر لیں گے، آپ بھی بات کریں اس کے بعد۔ عنایت خان! آپ بات کریں۔

سینیئر وزیر (بلدیات): سر! یہ جو انہوں نے مسئلہ اٹھایا ہے، مجھے تو یہ ڈر نہیں ہے کہ ڈاکٹرز کم بن رہے ہیں، میں جو دیکھ رہا ہوں تو ڈاکٹرز اتنے زیادہ بن رہے ہیں کہ Saturation point تک پہنچ رہے ہیں اور سات آٹھ سال Down the line دو تین مسئلے سامنے آرہے ہیں۔ ایک یہ آرہا ہے کہ بڑی تعداد میں ڈاکٹرز بے روزگار ہوں گے اور دوسرا مسئلہ یہ سامنا آرہا ہے کہ جو میڈیکل کالجز، پرائیویٹ اینڈ پبلک سیکٹر میڈیکل کالجز کی جو مشروم گروتھ ہو رہی ہے، اس کے نتیجے میں کوالٹی آف میڈیکل ایجوکیشن گر رہی ہے، کثرت سے کوالٹی گر جاتی ہے، یہ ایک جنرل اصول ہے، کوالٹی گر رہی ہے۔ اس کا یہ نتیجہ ہو گا کہ آپ کے میڈیکل کالجز جو Internationally registered ہوتے ہیں میڈیکل سکولز کے، تو اسے

Derecognize کیا جائے گا اور اس سے آپ کے میڈیکل کالجز نکل جائیں گے اور جب اس سے آپ کے میڈیکل کالجز نکل جائیں گے اور اب نکل کر جا رہے ہیں تو اس کے نتیجے میں باہر کے ملکوں میں آپ کے لوگوں کو ڈگریاں نہیں ملیں گی۔ تو میڈیکل کالجز کے اندر جو Currently doctors produce رہے ہیں، وہ بہت زیادہ ہیں اور ایک اور Disparity ہے، شاید میڈم کی اس کی طرف توجہ نہ ہو کہ میڈیکل کالجز کے اندر ڈاکٹرز تو بڑی تعداد میں Produce ہو رہے ہیں لیکن اس کے تین Pyramids ہیں، ایک ڈاکٹر ہے، ایک پیرامیڈیکس ہیں اور نرسز ہیں، اس Ratio سے نرسز سب سے زیادہ Important ہیں، ڈاکٹر سے نرسز زیادہ Important ہیں کیونکہ نرسز Round the clock ہا اسپتالز کے اندر ہوتی ہیں اور نرسنگ کیئر جو ہے، وہ بہت زیادہ مریض کیلئے Important ہوتا ہے، یعنی اس وقت نرسنگ کے اوپر کوئی توجہ نہیں ہے کیونکہ نرسنگ میں پیسے کمانے کا کوئی وہ نہیں ہے، اس میں پیسے نہیں کمائے جاتے تو اسلئے نرسنگ کا کوئی وہ نہیں ہے، حالانکہ پی ایم ڈی سی کی یہ Requirements ہیں کہ جو میڈیکل کالج کھولے گا، وہ نرسنگ سکول بھی کھولے گا اور پیرامیڈیکس سکول بھی کھولے گا لیکن یہ دونوں شعبے جو ہیں وہ نظر انداز ہیں تو یہ بھی ایک Disparity ہے، اسلئے میں سمجھتا ہوں کہ اگر، اور دوسری، تیسری، چوتھی بات یہ ہے کہ یہ Feasible نہیں ہے کہ ایوننگ شفٹ میں میڈیکل کالجز کے اندر ایوننگ شفٹ شروع کی جائے جو ان کیلئے ہا اسپتالز ہیں، لیبارٹریز ہیں، وہ ایک خاص تعداد کے طالب علموں کیلئے Recognize ہوتے ہیں۔ ان ساری چیزوں کی Measurement پی ایم ڈی سی کرتی ہے، لیبارٹریز کی، Basic sciences کے پروفیسرز کی، کلینکل سائنس کے پروفیسرز کی اور ہا اسپتال کے Bed strength کی، ان سب کی Measurement کر کے پھر وہ ان کو یہ اجازت دیتی ہے کہ آپ 100 لوگوں کو داخل کرائیں یا 50 لوگوں کو داخل کرائیں۔ اسلئے اگر آپ شام کو بھی کرائیں گے تو حکومت کو یہ Facilities double اور Triple کرنا پڑیں گی، Hospital beds میں اضافہ کرنا پڑے گا، لیبارٹریز میں اضافہ کرنا پڑے گا، Basic sciences کے پروفیسرز کو زیادہ کرنا پڑے گا۔ یہ اتنے سارے مسائل ہیں کہ اس سے یہ عملاً ممکن نہیں ہے۔ مجھے تو یہ خدشہ ہے کہ جو ڈاکٹرز اور جس حد تک The way they are churning out, doctors, and we become the factory of the doctors

Down the line یہ خدشہ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ کوالٹی گرنے کی وجہ سے ہمارے میڈیکل کالج کو باہر کے ملکوں کے اندر Derecognize کیا جائے گا اور ان کی یہ جو International recognition ہے، وہ ختم ہو جائے گی، نتیجتاً باہر کے ملکوں میں ہمارے لوگوں کو وہ نہیں ملے گی۔

جناب سپیکر: شوکت خان!

جناب شوکت علی یوسفزئی: بہت مہربانی۔ شکریہ جناب سپیکر۔ بالکل، عنایت صاحب نے جو باتیں کہیں، میں ان سے اتفاق کرتا ہوں لیکن کچھ چیزیں جو بڑی اس وقت جاری ہیں جس کی وجہ سے یعنی یہ تو خواہش ہر باپ کی ہوتی ہے کہ اس کا بیٹا انجینئر، ڈاکٹر بنے لیکن جو اس وقت ہمارے میڈیکل کالج ہیں، ان کی جو صورتحال ہے، اس میں ایک چیز میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ فیس ریگولیشن نہیں ہے، مطلب یہ کہ اگر شروع میں انہوں نے چار لاکھ رکھے تھے، پانچ لاکھ، اس وقت آپ کو پتہ ہے کہ سیچویشن بارہ لاکھ تک پہنچ گئی ہے اور اس کے علاوہ Donation، یعنی کہ کسی بچے کے نمبر بھی اچھے ہوں گے لیکن اس سے کہا جاتا ہے کہ Donation پہلے جمع کریں تو پچاس لاکھ Donation، تو یہ ایک اتنی عجیب سی سیچویشن بن گئی ہے اس صوبے کے اندر کہ کوئی باپ اگر چاہے بھی، کوئی زمین بھی بیچ کر اگر وہ پڑھائی کرانا چاہیں تو نہیں کر سکتا، یہ بڑی زیادتی ہو رہی ہے۔ اس کا جو مقصد تھا، پرائیویٹ کالجوں کے کھولنے کا مقصد یہ تھا کہ اگر کوئی میرٹ کے اندر سرکاری اس میں نہ آسکے تو چلو اس میں تھوڑا بہت اس کیلئے موقع مل سکے لیکن یہاں پہ کاروبار ہو چکا ہے، یہاں پر میں آپ کے نوٹس میں ایک اور چیز لانا چاہتا ہوں کہ اوور سیز پاکستانیز کا ہر میڈیکل کالج کے اندر ایک کوٹہ ہوتا ہے لیکن سب سے بڑا پرابلم یہ آرہا ہے کہ آپ شروع دن سے جائیں داخلے کیلئے تو وہ کہتے ہیں کہ جی سیٹیں ختم ہو گئی ہیں صرف اوور سیز میں آپ کیلئے سیٹیں موجود ہیں، تو اس میں ڈالروں کے اندر 'پے منٹ' وہ مانگتے ہیں تو یہ جو چار لاکھ، پانچ لاکھ رکھے جاتے ہیں، وہ آپ سے اٹھارہ لاکھ روپے اس دفعہ لیے گئے تھے اور میں اس کے ساتھ گیا تھا تو مجھے اس دفعہ، یہ چیزیں ایسی ہیں کہ صوبے کے لوگوں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے، بچوں کی خواہشوں کا جو گلہ گھونٹا جا رہا ہے، اگر ایک بچہ قابل ہے اور اگر وہ سرکاری سے بچتا ہے، اس کا حق بنتا ہے کہ وہ دوسرے کالج میں جائے لیکن اس کا حق صرف اسلئے مارا جا رہا ہے کہ اس صوبے میں جس کے پاس پیسہ ہوگا، وہ صرف تعلیم حاصل کرے گا، تو یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔

میری درخواست ہے اس ایوان سے کہ اس کیلئے کمیٹی بنائی جائے، ان کی فیسیں ریگولیٹ کی جائیں، یہ کیا ہو سکتا ہے کہ جناح کالج میں آپ جائیں تو وہاں آپ سے چار لاکھ لیے جائیں گے، ایک دوسرے کالج میں جائیں تو وہاں آپ سے دس لاکھ لیے جائیں گے، تیسرے کالج میں جائیں تو سولہ لاکھ لیے جائیں گے، یہ کیا تماشہ ہے جناب سپیکر؟----

جناب سپیکر: جی میڈم!

جناب شوکت علی یوسفزئی: یہ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اس میں، اس پہ ضرور کمیٹی بناؤ اور ایک اور چیز کہ خیبر میڈیکل یونیورسٹی چونکہ ہماری سرکاری یونیورسٹی ہے، اس میں ہمارے پاس Already، آپ کو پتہ ہے کہ صوبے میں نستھیز یا بہت کم ہے، نستھیز یا ڈاکٹر ہے ہی نہیں، نستھیز یا کیلئے تو انہوں نے کلاسیں شروع کیں، انہوں نے پرائیویٹ اس نے شروع کیا اور باقاعدہ لوگوں سے تیس تیس ہزار روپے دو دو، تین تین مہینوں کے وصول کئے جا رہے ہیں۔ وہ سٹوڈنٹس میرے پاس اس دن آئے کہ جی وہاں لیبارٹری بند ہے، لیبارٹری نہیں ہے، وہاں کوئی اساتذہ نہیں ہیں اور پورے دن میں ایک کلاس لی جاتی ہے لیکن ہم سے فیسیں پوری لی جاتی ہیں، تو اس پر ذرا نوٹس لیا جائے جناب سپیکر! ایک کمیٹی بنائی جائے جو کہ اس چیز کو ریگولیٹ کرے۔ اگر اس صوبے میں میڈیکل کالج، ڈاکٹرز پیدا کرنے ہیں تو میرے خیال میں سب کیلئے ایک فیس مقرر کی جائے، یہ میری آپ سے گزارش ہوگی۔ تھینک یو جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: آپ اس پہ باقاعدہ ایک وہ لے آئیں۔ میڈم! آپ Agree کرتی ہیں ان کیساتھ کہ-----  
محترمہ عظمیٰ خان: سر! میں تھوڑا، جتنے مسائل گورنمنٹ نے گنوائے، کیا اس میں کسی مسئلے کے حل کیلئے کوئی Step بھی اٹھایا ہے؟

جناب سپیکر: جی، آپ پیش کرنا چاہتی ہیں اس ہاؤس کے سامنے کہ نہیں؟

محترمہ عظمیٰ خان: نہیں سر، جتنی گروتھ پرائیویٹ میڈیکل کالجز کی ہو رہی ہے تو کیا کسی روک تھام کیلئے فیڈرل سے یا پی ایم ڈی سی سے کوئی رابطہ ہوا ہے؟ جناب سپیکر! ہماری ایف سی ایس ڈگری ہوا کرتی ہے سپیشلائزیشن کی یہاں پاکستان کی جو آج کل صرف سعودیہ کے علاوہ کوئی Country اسے سپیشلسٹ ڈگری ماننے کو تیار نہیں ہے اور جناب سپیکر! یہی ڈگری ہوا کرتی تھی کہ تمام Countries میں یہ رجسٹرڈ ہوا

کرتی تھی اور وہاں انہیں سپیشلسٹ کی پوسٹیں ملتی تھیں تو کیا اس گرتے معیار کو روکنے کیلئے گورنمنٹ نے کچھ کیا ہے؟

جناب سپیکر: آپ اس کو واپس لیتی ہیں یا ووٹ کیلئے ڈالتی ہیں؟

سینیئر وزیر (بلدیات): دیکھیں سر! سر، یہ پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل جو ہے، وہ ریگولیٹ کرتی ہے، کوالٹی آف ایجوکیشن کو Ensure بناتی ہے اور یہ مشروم نہ صرف پرائیویٹ سیکٹر میں ہو رہا ہے، بلکہ پبلک سیکٹر میں بھی ہو رہا ہے۔ میرے خیال میں اس پہ ان چیزوں کو بیلنس کرنا ہوگا اور اس کے حوالے سے بالکل یہ درست کہتی ہیں کہ Policy decisions لانا پڑیں گے اور اپنے اعداد و شمار کے مطابق اپنے فیوچر کی ضرورتوں کے مطابق اس کے حوالے سے Decisions لینا پڑیں گے۔ شوکت صاحب نے بات اٹھائی ہے، وہ بھی مناسب ہے، اس پہ بھی مطلب حکومت کے کسی لیول کے اندر اس پہ بھی بحث ہونی چاہیے اور پرائیویٹ سیکٹر کے میڈیکل کالجز کو بھی سننا چاہیے کہ ان کا کیا موقف ہے کہ وہ کیوں مطلب جو Donations لیتے ہیں، وہ کیوں لیتے ہیں؟ جو زیادہ فیس چارج کرتے ہیں، اتنی Disparity fee کے اندر کیوں ہے، فیس سٹر کچر کے اندر کیوں ہے؟ ان کو بھی سننا چاہیے، ان سے بھی Input لینا چاہیے اور ان باتوں کا بالکل ان کو مطلب، میں ان سے Agree کرتا ہوں اور ہیلتھ منسٹر صاحب اگر موجود ہوں تو ہم ان سے ریگولیٹ کریں گے کہ ان ساری چیزوں کے اوپر Exercise حد تک ہو، ان کے نوٹس میں آنا چاہیے اور پالیسی کے بارے میں ان سے پوچھا جائے۔

جناب سپیکر: اچھی بات یہ ہوگی کہ ہیلتھ منسٹر جب آجائیں، ٹھیک ہے پھر ڈسکس کر لیں پلیز۔ بس ابھی۔۔۔۔۔

محترمہ عظمیٰ خان: ٹھیک ہے جی۔

Mr. Speaker: Okay ji. The sitting is adjourned till 02:00 pm of tomorrow afternoon.

(اجلاس کل بروز جمعۃ المبارک مورخہ 17 اپریل 2015ء دوپہر دو بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)